SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, April 16, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یسبح للہ مافی السمٰوٰت وما فی الارض الملک القدّوس العزیز
الحکیم O ھوالّذی بعث فی الامیّن رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتہ
ویزکّیھم و یعلّمھم الکتٰب والحکمۃ۔ وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ
مبین O وّ اٰخرین منھم لمّا یلحقوابھم (ط) وھو العزیز الحکیم O
ذٰلک فضل اللہ یؤ تیہ من یّشآء (ط) واللہ ذوالفضل العظیم O

ترجمہ: شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ جو چیز
آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو
بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔ وہی تو ہے جس نے ان

پڑھوں میں انہی میں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا
جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی)
کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں
تھے۔ اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی
ان (مسلمانوں) سے نہیں ملے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل
ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

(سورۃ جمعہ۔ ۲)

Voices: Point of order.

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ Leave application کرلیں اس کے بعد points of order لے لیتے ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: انجینئر رخسانہ زبیری ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ 14 اپریل کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد ساعد نے ناگزیر وجوہات کی بناء پر آج مورخہ 16 اپریل کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سردار مہتاب احمد خان نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 14 اور 16 اپریل کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر محمد علی بروہی نے ناگزیر وجوہات کی بناء پر آج مورخہ 16 اپریل کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

POINT OF ORDER RE: HASTY LEGISLATION.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے دلی جذبات ایک ایسے معاملے کے بارے میں اس ایوان میں آپ کے توسط سے پیش کروں جو میری نگاہ میں، میری چودہ سالہ پارلیمانی زندگی کا سب سے زیادہ تکلیف دہ اور افسوسناک واقعہ ہے۔ بلاشبہ آج اٹھانے کے لئے کئی بڑے اہم مسائل تھے۔ وانا کے نہایت ہی تکلیف دہ اور پر ہزیمت واقعات کے بعد رات کو world media نے پاکستانی اخبارات کو بتایا ہے کہ بڑی تعداد میں فوجیوں کو دوبارہ بھیجا گیا ہے اور کوئی نیا action ہونے والا ہے۔ واشنگٹن میں شیرون اور بش نے جو مشترک بیان دیا ہے اس نے پورے عالم عربی اور عالم اسلام میں ایک آگ لگا دی ہے۔ یہ سارے مسائل اہم ہیں لیکن جناب والا! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں جس مسئلے پر آپ کی اور اس ایوان کی توجہ مرکوز کرواؤں۔ میں خصوصیت سے اس ایوان کے تمام ہی ارکان کے ضمیر کو دعوت دینا چاہتا ہوں کہ وہ یہ سوچیں کہ پرسوں جس انداز میں نام نہاد National Security Council Bill کو اس ایوان میں پاس کیا گیا ہے اور دستور، قانون، ضابطہ اور gentlemen's agreement جو چیئرمین محترم کے دفتر میں تمام پارٹیوں کے نمائندوں نے کیا تھا اور جس پر ہم نے یہ بات کہی تھی کہ دیکھیئے جس طرح قومی اسمبلی میں چیزوں کو bulldoze کیا گیا ہے سینٹ میں وہ نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ کے پاس اکثریت ہے، آپ Bill کو منظور کرا سکتے ہیں لیکن ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے نکتہ نظر کو پورے دلائل کے ساتھ پیش کریں۔ آپ کا حق ہے کہ آپ اس کا جواب دیں اور اس کے بعد قاعدے کے مطابق voting ہو۔ ہم نے یہ راستہ اختیار کیا کہ نہ صرف اصولی طور پر پورے Bill پر اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے کا آپ سے commitment کیا بلکہ Second Reading کے لئے پانچ ترامیم بھی میں نے اور میرے ساتھیوں نے پیش کیں تاکہ اس کی ایک ایک شق کے بارے میں ہم صحیح قانون سازی کے اصولوں اور ضابطوں کے مطابق بات کریں اور جہاں جو تبدیلی چاہتے ہیں اسے آپ کے سامنے

رکھیں۔ ایوان قبول کرے یا نہ کرے اس کو اختیار ہے لیکن ایوان کے سامنے ان چیزوں کا نہ آنا اور ارکان کو یہ موقع نہ ملنا کہ ہم اپنی بات کو پیش کریں اور جو commitment چیئرمین نے اور Leader of the House نے ہمارے سامنے کیا تھا اس کو اس بےدردی کے ساتھ violate کیا جائے کہ ہم Standing Committees کے مسئلے پر احتجاج کر رہے تھے ہم نے اپنی کمیٹیوں کے مسئلہ پر بات کو پیش کیا' آپ نے اس کو نہیں مانا' ہم نے اس پر احتجاج کیا' یہ ہمارا حق ہے۔ لیکن اس کو excuse بنا کر موضوع کو تبدیل کر کےسرعت سے قانون سازی کر لینا بڑا غیرجمہوری اور غیر اخلاقی عمل تھا اوز ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور اگر یہ پارلیمانی روایات کا تقاضا تھا کہ نیا موضوع لینے سے پہلے اس ایوان میں لاتے۔ غالباً آپ نے یہ کہا بھی۔ اگر یہ بات صحیح ہے' میں تو ایوان میں نہیں تھا' لیکن اخبارات نے یہ بات لکھی ہے کہ

Senate Chairman, Muhammedmian Soomro's call to bring back Oppositions Senators fell on deaf ears and Leader of the House Wasim Sajjad and State Minister for Law and Justice Raza Hayat Harraj, insisted that he should continue with the reading of the Bill clause by clause for voice vote.

اگر یہ بات صحیح ہے تو جناب والا! آپ سے تو شکایت ہےمگر تھوڑی کم ہوگئی ہے لیکن Leader of the House جن کے ساتھ ہم نے اس ایوان میں 13 سال گزارے ہیں اور اختلاف کے باوجود ہماری relationship بڑی اچھی رہی ہے اور ہماری پوری کوشش یہ تھی کہ اس ایوان میں بھی working relationship ہو' اختلاف اپنی جگہ ہے' کام کو آگے بڑھنا ہے لیکن تعاون کے ساتھ' ہر ایک کے حق کو defend کرتے ہوئے' لیکن جناب والا! جو رویہ اختیار کیا گیا وہ غیر دستوری' غیر قانونی' غیر اخلاقی' غیر سیاسی تھا' کیوں؟

دستور کہتا ہے کہ قانون سازی کا کام پوری ذمہ داری کے ساتھ ہونا چاہیئے اور یہی وجہ ہے کہ قانون سازی کے لئے یہ راستہ اختیار کیا گیا ہے کہ ایک نہیں دونوں ایوانوں میں ہر قانون آئے تاکہ جہاں کہیں کوئی سقم رہ جائے' اس کی اصلاح کی جا سکے۔ معاملہ صرف ایوان کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ Bill کے ایوان میں آتے ہی اس کو Standing Committee میں بھیجیں تاکہ وہ توجہ کے ساتھ دیکھیں کیونکہ قانون میں ایک ایک لفظ' ایک ایک نکتے' ایک ایک شوشے کی اہمیت

ہوتی ہے جو debate میں نہیں ہو سکتا، ہر Bill کو دقت نظر سے examine کریں۔ اگر معاملہ ایسا ہے کہ اس کے بارے میں عوامی رائے لینا ضروری ہے تو آپ قانون سازی میں جلدی نہ کریں، عوام کو بھیجیں تاکہ وہ اپنی رائے دیں۔ اگر اس میں کوئی پہلو اخلاقی اور اسلامی ہے تو اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجیں تاکہ وہ اپنی رائے دے دیں۔ ایک ایوان سے دوسرے ایوان میں آئے ۔ اس کے بعد یہاں بھی ایک نہیں تین readings کا طریقہ رکھا گیا ہے آخر اس کا فلسفہ کیا ہے؟ تین readings کے فلسفہ یہ ہے کہ قانون سازی hush up کرنے کی چیز نہیں ہے۔ قانون کے لئے پہلے general reading ہو تاکہ اس کے principles پر بات ہو، پھر اس کی ایک ایک clause پر amendment آئے، amendment میں اگر amendment ہے، وہ بھی آئے جب یہ بحث ہوجائے تب تیسری reading میں general discussion کے بعد اسے منظور کیا جائے یا اسے رد کیا جائے۔ لیکن آپ نے کیا رویہ اختیار کیا؟ آپ ہر چیز کو bulldoze کرنا چاہتے ہیں۔ آپ قانون سازی کو مذاق بنا رہے ہیں۔ آپ اس ایوان کی عزت پامال کر رہے ہیں اور دنیا بھر میں جو قانون سازی کی روایات ہیں، اہم قانون ہو تو مسئلہ ہفتوں یا مہینوں میں نہیں کئی کئی سال تک قانون بنانے میں لگ جاتے ہیں لیکن کوئی اہم قانون ایسا نہیں ہے، امریکہ ہو یا برطانیہ ہو یا خود ہندوستان کی parliament ہو جہاں دو، تین مہینے سے کم لگتے ہوں اس کو pass کرنے میں، لیکن ایک ایسا قانون جس پر پاکستان میں جمہوریت کا انحصار ہے، ایک ایسا قانون جس میں دستور کے مزاج، structure اور خاص طور سے ملک کی سیاست میں فوج کا کردار جو ایک بڑا بنیادی issue ہے اسے اس طرح نمٹا دینا بہت سنگین مذاق ہے، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل ہی Eurpean Community نے جو resolution pass کیا ہے اس کا ایک بڑا اہم پہلو یہ ہے کہ

regrets that the military continues to exert a strong influence within politics and government in Pakistan and it is most concern that the LFO sanctioned the establishment of National Security Council which according to 2003-- US State Department Annual Report on Human Rights will "legitimize the role of the military in politics" goes totally against the spirit of the road map

for the restoration of democracy which was supposed to transfer power from the military rule to civilian adminisstration.

ایک ایسا قانون جس میں ملک کے دستور سیاست میں، فوج کا role اور پاکستان کی بین الاقوامی شہرت، اہمیت، image اور تعلقات کے لئے گہرے مضمرات ہیں اس کو اس طرح منظور کرانا ایک ظلم ہے۔ ضمناً عرض کروں کہ یورپین یونین کی کمیٹی نے جو قرارداد منظور کی ہے۔ وہ بھی صرف ایک نمبر کی برتری سے ہے اور جو Reportur تھا اس نے resign کر دیا ہے اور اب یہ قرارداد یورپین کونسل میں جائے گا وہاں کیا فیصلہ ہوتا ہے میں نہیں کہہ سکتا ہوں۔

جناب والا! اتنی اہمیت کے حامل بل کو تین منٹ میں نمٹا دینا اور تین readings کر ڈالنا ایک افسوسناک واقعہ ہے۔ جناب چیئرمین! یہ آپ کا فرض تھا کہ اگر یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن حضرات کے نام panel میں آپ کو دیئے گئے، ان کے ناموں کا آپ اعلان کرتے۔ ٹھیک ہے اگر وہ House میں نہیں تھے تو کم از کم نام کا اعلان تو آپ کا فرض تھا۔ میں نے اور میرے دس ساتھیوں نے پانچ amendments move کی ہیں۔ آپ کا فرض تھا کہ آپ ایک ایک amendment لیتے، نام لیتے، ہم یہاں بیٹھے ہوئے تھے، کہیں دور نہیں تھے۔ اور خدا گواہ ہے کہ جس انداز میں یہ کام کیا گیا ہے، کہ ہم ابھی آپس میں بات چیت کر رہے تھے، جیسے ہی یہ voice on کی گئی تو معلوم ہوا کہ second reading کا آخری حصہ ہے جس میں کہ آپ Clause-1 and Preamble کو اس کا حصہ قرار دے رہے ہیں۔

جناب والا! یہ قانون کے ساتھ مذاق ہے، جمہوریت کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ اس نے ایوان کے منہ کو کالا کیا ہے۔ خدا کے لئے یہ راستہ اختیار نہ کیجئے۔ ہم مجبور ہیں، آپ ہمیں دھکے دے دے کر confrontation کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ہم بھی انسان ہیں، ہمارا بھی اس معاشرے میں کوئی role ہے۔ لیکن جو راستہ آپ نے اختیار کیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ وسیم سجاد صاحب سے مجھے personal شکایت تھی، گو انہوں نے پرسوں مجھے ٹیلی فون کیا اور یہ ان کی شرافت تھی، ہمارے اعتماد اور احترام کے تعلقات ہیں لیکن بات ذاتی نہیں ہے، بات Leader of the House کی ہے۔ Leader of the House ہونے کی وجہ سے ان کا فرض تھا کہ وہ قواعد، ضوابط، روایات، کا احترام کرواتے۔ لیکن انہوں نے ساتھ دیا کچھ ایسے لوگوں کا جو

میری نگاہ میں جنرل مشرف کو بھی تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ کبھی ان کو کہتے ہیں کہ وردی اتارو۔ وردی اتارنے کا معاملہ ان کی ذات کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ کسی سے کوئی agreement نہیں ہے۔ یہ ایک constitutional obligation ہے۔ اور اگر وہ constitutional obligation سے اس طرح رو گردانی کرتے ہیں اور لوگ ان کو اکساتے ہیں اس کام کے لئے، تو یہ میری نگاہ میں Article-6 کو invite کرنا ہے۔ اس لئے کہ دستور کا subversion کوئی بھی کرے اور اتنے serious معاملے کو اس طریقے سے کرنا میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ہمیں دکھ پہنچایا ہے۔ ایوان کی جو روایات ہیں اور جو امکانات تھے تعاون کے اور آگے بڑھنے کے، ان کو شدید دھچکا پہنچا ہے۔ اپوزیشن اپنے آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں غور کرے گی کہ اس نے کیا راستہ اختیار کرنا ہے اور کس طرح معاملات کو tackle کرنا ہے لیکن اگر یہ راستہ آپ نے اختیار کیا ہے تو میں آپ کو صاف کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جمہوریت کا نہیں آمریت کا راستہ ہے، یہ جمہوریت کا نہیں فسطائیت کا راستہ ہے۔ یہ وہ راستہ ہے کہ جس میں آپ ملک کو بھی نقصان پہنچائیں گے اور جو ملک تھوڑا بہت crisis سے نکل رہا تھا، ہم دوبارہ اس کو ایک بہت بڑے crisis کی طرف لے جا رہے ہیں۔ تو جناب! ان الفاظ کے ساتھ میں شدید احتجاج کرتا ہوں اس رویئے کے اوپر اور کوشش کرتا ہوں اور خواہش کرتا ہوں اس بات کی کہ آپ انصاف کرنے کی کوشش کریں گے اور آپ اس ایوان کو بچانے کی کوشش کریں گے، اس ایوان کو تباہی کی طرف لے جانے سے روکیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: خورشید صاحب! یہ bulldoze سے کیا مراد ہے؟

پروفیسر خورشید احمد: Bulldoze کوئی آج نیا لفظ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب! میں نے خورشید صاحب سے سوال کیا ہے، آپ تشریف رکھیے۔ ایک منٹ مجھے پوچھ لینے دیجئے۔ تشریف رکھیے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں جواب دیتا ہوں اس کا کہ bulldoze کوئی نیا لفظ نہیں ہے۔ Oxford dictionary اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ پارلیمانی روایات میں اس کا ایک جگہ نہیں تقریباً ہر جگہ تذکرہ ہے، جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ کسی کام کو قاعدہ اور

قانون کے مطابق کیا جائے نہ کہ اس کو پاؤں سے روند دیا جائے۔ Bulldoze کے معنی ہوتے ہیں کسی چیز کو پاؤں سے روند دینا جس طرح بیل ہر چیز کو پاؤں تلے روند ڈالتا ہے۔

جناب چیئرمین: میں عرض کروں۔ تشریف رکھیے۔ آپ نے کچھ میرے بارے میں کہا ہے' اس لئے میں ایک دو چیزوں کی وضاحت کر لوں۔ پھر دوسرے لوگ اگر بولنا چاہتے ہیں۔ ایک منٹ مجھے سن لیں ذرا۔ ایک منٹ' انہوں نے بات کی ہے تو میں ذرا record کے حساب سے' کچھ record کے facts آپ کو دے دوں۔ تشریف رکھیے۔ میں عرض کروں خورشید صاحب! کہ اس Bill پر چھ گھنٹے اکتالیس منٹ بحث ہوئی تھی۔ ہر speaker جس نے مجھے نام دیا تھا اس کا نام بلایا گیا تھا۔ اس دن بھی نام بلایا گیا جس دن کے speaker تھے۔ یہ چند حقائق تھے اور amendment کے لئے ہم نے کہا کہ mover موجود نہیں ہیں۔ یہ ساری چیزیں کہی گئی تھیں record پر ہیں۔ بہرحال جو آپ نے point out کی ہیں میں نے ان کو سنا ہے۔ میرے ذہن میں ہیں اور وسیم صاحب بھی اپنی طرف سے اس کی وضاحت کر دیں گے۔ کچھ اور لوگ جو بولنا چاہتے ہیں بے شک بولیں۔ وسیم صاحب! آپ ابھی بولنا چاہیں گے یا بعد میں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ایک منٹ۔ میں سب کو موقع دوں گا۔ لیکن میں ایک عرض کروں کہ دہرائیے نہیں کسی چیز کو۔ کوئی نئی بات ہے تو کریں۔ آگے business کافی ہے' اس پر چلیں۔ جو جو یہاں بولنا چاہ رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی آپ کیسے چاہیں گے۔ ایک یہاں سے' ایک یہاں سے۔ وسیم صاحب! آپ پہلے بولنا چاہیں گے یا بعد میں۔

جناب وسیم سجاد: میرے خیال میں اگر میں بول لوں تو کچھ ان کے points cover ہو جائیں گے' اس کے بعد بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: ابھی بولنا چاہتے ہیں آپ۔ بیٹھیں' بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ اس

کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ تشریف رکھیں ۔ اس کے بعد عباسی صاحب آپ کو بھی موقع ملے گا۔ ایک بات ہوئی ہے۔ یہ اگر کہنا چاہتے ہیں تو سن لیں کیونکہ کچھ points cover ہوتے ہیں۔ آپ کو بھی سن لیں گے۔ باری باری کر کے کر لیں۔ رضا صاحب سن لیں۔ آپ تشریف رکھیے۔ جیسے آپ نے کہا میں نے بھی کہا کہ ہر نام پکارا گیا تھا جو میرے پاس تھا ۔ اب آپ ان کو بھی سن لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وسیم صاحب آپ ابھی بولنا چاہیں گے یا بعد میں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ اگر بولنا چاہتے ہیں تو ان کو بھی سن لیں۔ اگر کوئی اور issue ہے اور وہ بولنا چاہتے ہیں تو ان کو بھی سن لیں۔

جناب وسیم سجاد: میرے خیال میں اگر میں بول لوں جی تو ہو سکتا ہے کہ ان کے کچھ points cover ہو جائیں۔ اس کے باوجود وہ بات کر لیں۔

جناب چیئرمین: ثناء اللہ بلوچ صاحب، آپ ابھی بولنا چاہتے ہیں۔ اچھا بول لیں۔ عباسی صاحب بیٹھیں اس کے بعد آپ کو بھی موقع ملے گے۔ ایک بات ہوئی ہے۔ وہ اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں اور اگر کچھ points cover ہوتے ہیں، آپ کو بھی سن لیں گے۔ باری باری کر کے چلیں۔ سن لیں رضا صاحب سن لیں۔ آپ تشریف رکھئے رضا صاحب۔ رضا صاحب میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کو موقع ملے گا، کہہ رہا ہوں ناں کہ آپ کو موقع ملے گا۔ سن بھی لیں، سن لیں۔ جیسے آپ نے کہا، میں نے بھی کہا کہ ہر نام پکارا گیا تھا جو میرے پاس تھا۔ اب آپ ان کو بھی سن لیں۔

جناب وسیم سجاد: میری بات سن لیں اس کے بعد آپ بے شک بات کریں۔ میرا بھی حق ہے کہ میں جواب دوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: رضا محمد رضا محمد رضا صاحب، تشریف رکھیئے۔ آپ کو موقع ملے گا

بولنے کا۔ موقع ملے گا، سب کو موقع دوں گا۔

جناب وسیم سجاد: پہلے رضا صاحب کی بات سن لیں، پھر میں جواب دے دیتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ نے point raise کیا، وہ بھی point raise کرنا چاہ رہے ہیں۔ یا تو سب کچھ چھوڑ کے agenda پر چلیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کا view ہے تو ان کا بھی تو view ہے ناں بھئی۔ عباسی صاحب ان کا view بھی سن لیں ناں۔

جناب وسیم سجاد: جناب، سن لیں ان کی بات۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب تشریف رکھیئے۔ جب آپ کی باری آئے گی میں آپ کو بلا لوں گا۔ تشریف رکھیں۔ بیٹھیں، بیٹھیں رضا صاحب بیٹھیں۔ تشریف رکھیئے۔ موقع ملے گا، ابھی ثنا صاحب بولیں گے پھر آپ کو بھی موقع دیں گے۔ بیٹھیں آپ۔ پہلے ثناء اللہ بلوچ صاحب کو بولنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آ رہا ہوں میں آپ کے پاس بھی آ رہا ہوں۔ Keep it brief and to the point and repeat نہ کریں۔ So that we move on the other business۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب ۔ میں مشکور ہوں۔ جس طرح محترم پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا یہ ایوان کسی قاعدے، قانون اور ضابطے کے تحت چلتا ہے۔ اس طرح اگر اس کو چلایا جائے تو میرا خیال ہے اس طرح کے شوروغل کی نوبت کبھی بھی نہ آتی اور یہ ایوان جو پاکستان کا ایوان بالا کہلاتا ہے وہ اپنے حقیقی فرائض منصبی کو پورا کرتا اور اس ملک کو ایک اچھی قانون سازی، آئین سازی جو بھی طریقہ کار مختص تھا، وہ دے دیتا۔ لیکن افسوس کی بات ہے جناب ۔ پہلے تو آپ نے فرمایا کہ جو بھی مقرر طے پائے تھے اور ہماری informal سی جو meeting ہوئی تھی اور Business Advisory Committee کے جو بھی

ممبر ہیں حکومت کے اور اپوزیشن کے، اس میں قائد ایوان موجود تھے۔ اس میں ہم نے آپ لوگوں کو speakers کی ایک لسٹ دی تھی اور ہم اس انتظار میں تھے کہ ہمارا نام پکارا جائے۔ ہم اس بل کے حوالے سے، ایک وفاقی وحدت کی حیثیت سے ہم اپنے concerns اور آئین سے متصادم اس بل کے تمام پہلوؤں پر تفصیلاً بحث کریں گے۔ اس کے باوجود جب ایک Standing Committee کے issue پر ہم نے walk out کیا۔ اس کو موقع غنیمت جان کر آپ نے پاکستان کے آئین سے یکسر متصادم ایک ایسا بل اتنی جلد بازی میں متعارف کروایا جو پاکستان کو مسلسل بند گلی کی طرف لے جا رہا ہے۔

جناب! بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ National Security Council اپنے اغراض و مقاصد اور اپنی composition کے اعتبار سے 1973ء کے Constitution کے ساتھ انتہائی طور پر متصادم ہے۔ آپ کو National Security کا بل متعارف کرنے سے پہلے 1973ء کے Preamble کو جو vital part ہے Constitution کا اس کو تبدیل کرنے کے لئے 2/3rd majority کی ضرورت تھی۔ 1973ء کے Constitution کے Article-1 میں یہ درج ہے کہ پاکستان ایک وفاق ہو گا اور یہ وفاق جمہور کی منشاء اور مرضی کے مطابق چلے گا اور اک ایسا نظام قائم ہو گا جو اس ملک کو، اس وفاق کو بڑے خوبصورت انداز میں چلائے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ جناب National Security بل کو سلامتی، ملکی یک جہتی، Crisismanagement اور دیگر الفاظ کا سہارا لے کر بنایا گیا ہے اور اس سے اس Constitution کی حیثیت اور وقعت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ Constitution جو میرے ہاتھ میں ہے یہ 250 صفحوں کا 280 صفحوں کا Constitution ہے اس میں شروع سے لے کر آخیر تک پاکستان کی سلامتی، پاکستان کے وفاق کو چلانے کے لئے طریقہ کار یا نظام کار، اس کے علاوہ صوبوں اور وفاق کے مابین اختیارات، بحرانات سے نمٹنے کے لئے طریقہ کار سب کچھ دیا گیا ہے۔ جب اس Constitution میں وہ تمام امور، تمام طریقہ کار دیے گئے ہیں تو پھر اس Constitution سے بالا تر ہو کر اس NSC Bill کو بنانے کی کیا ضرورت تھی اور جب آپ بنا بھی رہے تھے، آپ کو یاد ہو گا جناب والا! ہمارا motion بھی اسی طرح kill کر دیا گیا۔ جس میں ہم نے یہ کہا تھا کہ اس کو standing committee کے پاس بھیجا جائے۔

اس standing committee کے تمام پہلوؤں پر، اس کے مضمرات پر ، اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر ایک سیرحاصل بحث کرنے کے بعد اس کو دوبارہ سینیٹ میں بھیج دے ۔ بے شک صدر صاحب کے دستخط کے لئے بھیج دے لیکن جناب والا ! اس دن بھی ہماری اس تحریک کو kill کردیا گیا ----

جناب چیئرمین: kill کیسے کیا گیا وہ تو ووٹ ہوا تھا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ : جناب میری بات سنیں ۔ آپ اس مقدس ایوان کے custodian ہیں ۔ آپ اس وقت اس کے تحفظ کے ضامن ہیں ۔ ہم سب نے اگرچہ آپ کو ووٹ دینے میں حصہ نہیں لیا لیکن آپ کی حیثیت انتہائی غیرجانبدار ہونی چاہیے تھی ۔ وسیم سجاد کی خواہش -----

جناب چیئرمین: آپ تسلی رکھیں ایسے ہی غیر جانبدار رہے گی ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ : جناب وسیم سجاد صاحب کی خواہش اور رضا حیات صاحب کی خواہشیں حکومتی خواہشات ہوتی ہیں ۔ آپ اس وقت ایک ریاست کے ' ایک state کے سب سے اعلیٰ و ارفع institution کو represent کر رہے ہیں ۔ آپ کی سوچ میں اور ان کی سوچ میں زمین و آسمان کا فرق ہونا چاہیے ۔ اُن کی سوچ میں اور ہماری سوچ میں زمین و آسمان کا فرق اس سے بھی واضح ہے کہ ہم آپ کے ان تمام غیرجمہوری اقدامات کو جو پاکستان کو اکیسویں صدی میں ایک chauvinist state کی طرف' ایک فسطائی ریاست کی طرف لے جا رہے ہیں ان کی ہم مخالفت کریں گے ۔ ہم نے جناب والا ! بڑی سنجیدگی کے ساتھ' ماسوائے اس کے کہ ہمیں روکنے ' ٹوکنے اور ہمیں بات کرنے کی آپ نے اجازت نہیں دی ۔ تو ہم نے اپنے ردعمل کا اظہار کیا ۔ لیکن ہم نے جتنی بھی تقریریں کی ہیں۔ یہ ایوان اور آپ کی آنے والی تاریخ اس بات کی گواہی دے گی کہ ہم نے آپ کو قواعد و ضوابط اور آئین کے تحت یہ کہا ہے کہ ان کے یہ تمام اقدامات غیر آئینی اور غیرجمہوری ہیں ۔

جناب والا! اگر آپ نے پرسوں جس طرح ساڑھے تین منٹ میں ان کی خواہش کے تحت---، میں یہ کہتا ہوں جناب ان کی یہ فسطائی خواہش کبھی بھی پوری نہ ہوتی اگر آپ ان کا

ساتھ نہ دیتے ------ آپ نے ہم ممبران کا خیال نہ رکھا جو وفاقی وحدتوں سے تعلق رکھتے ہیں، جو براہ راست نیشنل سیکورٹی کونسل کی composition سے متاثر ہیں ۔ جناب والا ! اس میں جتنے ممبران کی تعداد ہے، وزیراعظم اکثریت سے elect ہوگا، اکثریت ایک صوبے سے آتی ہے ۔ چیف آف دی آرمی سٹاف آپ کا ایک صوبے سے آتا ہے ۔ آپ کی آرمی ایک صوبے سے آتی ہے ۔ آپ کا نیوی، پچیس ہزار کی نیوی کا Chief نیشنل سیکورٹی کا ممبر ہے اور جناب والا ! لاکھوں کروڑوں لوگوں کے ووٹ لینے والے انسان، اس نیشنل سیکورٹی کونسل سے یا پاکستان کی سیکورٹی پر بات کرنے سے بھی محروم ہیں ۔ انتہائی افسوس کی بات ہے ۔ میں تو ---------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ثناء صاحب، یہ اس issue پر debate نہیں ہو رہی ۔ پوائنٹ آف آرڈر آپ نے کہہ دیا ہے ۔ آپ جو procedural بات ہے اس کا ذکر کر دیں۔ آپ نے ساڑھے تین منٹ کا ذکر کیا ہے، وہ ووٹنگ کا period تھا ۔ ووٹنگ اس سے زیادہ کیا ہوتی، آپ مجھے بتائیے جتنی دیر پڑھنے میں لگتی ہے پھر اس کے بعد جو جواب آتا ہے وہ ووٹنگ کا period تھا ۔ discussion period چھ گھنٹے سے زیادہ تھا جیسے میں نے عرض کیا ہے ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب جس طرح پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا ہم یہاں سے ڈیڑھ قدم کے فاصلے پر تھے ۔ ہم آپ کی آواز بغیر کسی مائیکروفون اور سپیکر کے سن رہے تھے اور وہ مائیکروفون اور سپیکر بھی بند کر دیئے گئے تھے ۔---

جناب چیئرمین: تو پھر آپ کیوں نہیں آئے؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب، میری بات سنیں ۔ آنے کے لئے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آئندہ ہم ان روایات کو جو سینیٹ کے اندر ہمیشہ سے قائم ہیں، اپوزیشن نے سٹینڈنگ کمیٹی کے معاملے پر واک آؤٹ کیا تھا، سٹینڈنگ کمیٹی پر واک آؤٹ کرنے کے بعد یہ حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ آکر اپوزیشن سے کہتے کہ ہم آپ کی بات سٹینڈنگ کمیٹی پر سننے کے لئے تیار ہیں ۔ -------

جناب چیئرمین: اچھا آپ نے پوائنٹ اٹھا لیا ہے ۔ اب دوسروں کو بھی موقع

دیں ۔ اب یہ پوری NSC پر تقریر نہیں ہوسکتی ۔ مہربانی کرکے آپ تشریف رکھیں ۔۔۔ تشریف رکھیں ۔۔ایسے موقع نہیں ملے گا ۔ آپ سب تشریف رکھیں ۔ آپ مجھے نہ بتائیں ۔ مجھے پتا ہے کس طرح ایوان کو چلانا ہے ۔ مجھے اپنی مرضی سے چلانے دیں ۔ موقع آئے گا انشاء اللہ ' آپ تشریف رکھیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے ثناء صاحب ختم کریں ۔ تشریف رکھیں ۔ آگے چلیں باقی ایجنڈا بھی ہے ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بی بی یاسمین آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ کو کیسے پتا ہے ' شاید اسی issue پر بولنا چاہیں گی ۔ سن لیں ۔ سب تشریف رکھیں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : تشریف رکھیں ۔ عباسی صاحب آپ کو بھی سنوں گا۔ جمعے کا دن ہے ۔ تشریف رکھیں ۔

(مداخلت۔)

جناب چیئرمین : کیا implement نہیں ہوا ہے ۔ آ جائیں۔ بات کرلیں ۔ تشریف رکھیئے ۔ کیا implement نہیں ہوا ۔

(مداخلت۔)

جناب چیئرمین : کیا implement نہیں ہوا ہے؟ آپ آ جائیں' مجھ سے بات کریں کیا implement نہیں ہوا؟ آرام سے بات کریں' آپ کا مائیک بھی on ہے' آرام سے' طریقے سے بات کریں۔ تشریف رکھیئے' جب آپ کی باری آئے گی تب بات کر لیجئے گا۔ عباسی صاحب! جب باری آئے گی بات کر لیجئے گا۔

بی بی یاسمین شاہ: عباسی صاحب! آپ دو منٹ بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: ابھی آپ بیٹھ جائیں، بالکل، جب آپ کی باری آئے گی، آپ جو بات چاہے، کر لیجئے گا، ابھی تشریف رکھیئے۔ آپ تشریف رکھیئے، جب باری آئے گی، ضرور بات کر لیجئے گا۔ رضا صاحب! بیٹھیئے۔ ثناء صاحب! آپ ایک منٹ میں ختم کریں، پھر ہم آگے چلتے ہیں۔ چلیں ایک منٹ میں۔ ہاں، ہاں آپ کو بھی موقع دیتے ہیں، ابھی نہیں، جب موقع آئے گا، آپ کو بھی وقت ملے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اچھا میں کر رہا ہوں۔ چلیں ثناء صاحب! آپ بتائیے۔ ثناء صاحب! آپ بولیئے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب! دیکھیئے میرے محترم دوستوں کی جتنی تشویش یا ناراضگی ہے وہ بجا ہے۔ اس لئے کہ جناب! آپ کے چیمبر میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ نیشنل سیکیورٹی کونسل کے لئے دن جمعے تک مختص ہونگے اور جمعہ کو اس پر ووٹنگ ہو گی۔ اگر جمعہ سے پہلے تقریریں ختم ہوگئیں تو جمعرات کی شام کو اس پر ووٹنگ ہو گی اور جو بھی طریقہ کار ہے، آپ کو اکثریت حاصل ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے کہا، جائز، ناجائز طریقے سے آپ اس کو پاس کروا لیں گے لیکن افسوس کی بات یہ ہے جناب! کہ ہم نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے۔ میں اسے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں، جس طرح میں نے کہا کہ آپ اس مقدس ایوان کے محافظین میں سے ہیں، آپ کا یہ فرض بنتا ہے کہ Constitution سے متصادم two third majority سے پہلے Constitution کو تبدیل کئے بغیر آپ نے وحدانی اور صدارتی نظام حکومت پاکستان پر نافذ کر دیا ہے۔ یہ غلطی آپ سے بھی ہوئی ہے، یہ اس طرف بیٹھے ہوئے حکومتی اراکین سے بھی ہوئی ہے۔ جناب والا! میری سیدھی سی رائے یہ ہے کہ اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے، اس کو rollback کریں، آپ اپنی ruling دیں کہ National Security Bill, Constitution سے متصادم ہے لہذا اس کو ختم کریں۔

جناب چیئرمین: Thank you. ثناء صاحب بیٹھیں۔ بی بی یاسمین! آپ کچھ کہنا

چاہ رہی تھیں۔

(مداخلت)

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب! آپ ہماری------

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! پہلے آپ ہماری بات سنیں گے۔

بی بی یاسمین شاہ: آپ لوگ floor ہی نہیں دیتے' چار' چار بندے وہاں سے بولتے ہیں۔جب ایک بندہ یہاں سے بولتا ہے' آپ چھ' چھ' آٹھ' آٹھ لوگ وہاں پر کھڑے ہو جاتے ہیں' یہ کیا طریقہ کار آپ نے بنایا ہوا ہے؟

جناب چیئرمین: بی بی یاسمین۔

بی بی یاسمین شاہ: جناب! میرا Point of Order اس issue سے ہٹ کر ہے لیکن یہ بڑا------

(مداخلت)

بی بی یاسمین شاہ: نہیں' آپ تو پورا دن اس پر بولتے رہیں گے۔ رات بارہ بجے تک بٹھالیں' آپ اس issue پر بیٹھ کر کوئی بات ہی نہیں کرنے دیں گے۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ ہم کسی اور Point of Order پر بات ہی نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: آپ کا Point of Order کس چیز پر ہے؟

بی بی یاسمین شاہ: جناب! میرا point بہت ضروری ہے۔ سندھ میں پانی کا جو بحران ہے وہ بڑا شدید قسم کا ہے اور لوگ بہت پریشان ہیں۔ سڑکوں پر آ گئے ہیں' لوگ مر رہے ہیں۔ اس وقت ہمیں نو ہزار کیوسک پانی ملنا چاہیئے جبکہ کوٹڑی بیراج میں سترہ یا اٹھارہ سو کیوسک پانی آ رہا ہے۔ میری التجا ہے کہ نو ہزار کیوسک پانی آنا چاہئے' کیونکہ بدین' ٹھٹھہ اور میرپور خاص کے لوگ شدید متاثر ہو رہے ہیں۔ میری حکومت سے یہ استدعا ہے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ جبکہ سکھر بیراج میں اس وقت 19,000 سے 20,000 کیوسک پانی موجود ہے۔

جناب چیئرمین: جی ہدایت شاہ صاحب! بولئے۔ (سندھی)

بی بی یاسمین شاہ: جناب! اس issue پر تو یہ پورا دن بولتے رہیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی ہدایت شاہ صاحب! بولیں، بولیں، آپ کے ساتھی بول رہے ہیں، ان کو بٹھائیں، آپ بولیں۔ ہدایت شاہ صاحب۔

بی بی یاسمین شاہ: ہم نہیں سنیں گے، ہم نہیں سنیں گے۔ جب یہ ------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ہدایت شاہ صاحب! بولئے۔

سید ہدایت اللہ شاہ: جناب! چیئرمین صاحب! یہ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ نے بول لیا، اب ان کو بولنے دیں، تشریف رکھیئے۔ شاہ صاحب کو ذرا سن لیں۔

سید ہدایت اللہ شاہ: جناب چیئرمین صاحب! یہ مسئلہ اس لئے پیدا ہوا کہ گزشتہ اجلاس میں آپ نے اور ہمارے اس طرف جتنے رفقاء ہیں، انہوں نے حزب اختلاف کو-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے، سن لیں، سن لیں۔

سید ہدایت اللہ شاہ: انہوں نے حزب اختلاف کو نظرانداز کیا اور افہام وتفہیم نہیں کیا، جس کی وجہ سے یہ مسئلہ-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیئے۔ ہدایت شاہ صاحب کو سن لیں۔ باری، باری سب کو سن لیں گے۔

سید ہدایت اللہ شاہ: حزب اختلاف کو نظر انداز کیا گیا۔ نہ تو کمیٹیوں کے سلسلے میں پوچھا گیا، نہ ہی مشورہ کیا گیا اور جس وجہ سے ہماری اس طرف سے وسیم سجاد صاحب -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کو سن لیں - I will come to you, let others finish. جی وسیم صاحب۔

جناب وسیم سجاد: جناب چیئرمین! جتنا ان کا حق ہے اتنا ہی میرا بھی بولنے کا حق ہے۔ میں ابھی تک شرافت سے ان کی بات سن رہا ہوں - یہ اگر شور کرسکتے ہیں تو میں بھی کرسکتا ہوں -

(مداخلت)

جناب چیئرمین، وسیم صاحب بیٹھیں۔ ہدایت شاہ کے بعد آپ کو باری دیں گے -

(مداخلت)

جناب وسیم سجاد: اگر آپ ہماری بات نہیں سنیں گے تو ہم بھی آپ کو نہیں سنیں گے - آپ یہاں سے زور زور سے بولیں -

(مداخلت)

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: (XXXX)

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں - No personal comments please. That should be expunged from the record. وہ پہلے ہی بہت کچھ ہو چکا ہے - عباسی صاحب! پہلے ہی بہت کچھ ہوچکا ہے -

جناب وسیم سجاد: جناب! طریقہ یہ ہے کہ ان کی بات سن لی جائے -

جناب رضا محمد رضا: جناب! پہلے ہماری بات سنیں ورنہ ہم انہیں بات نہیں کرنے دیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ کوئی بات نہیں ہے رضا صاحب کہ ان کو نہیں سنیں گے -

(مداخلت)

+ [XXX] الفاظ بحکم جناب چیئرمین حذف کئے گئے -

Mr. Chairman: We adjourn the House for half an hour to meet again at 11.30.a.m.

[The House was then adjourned to meet again at 11.30.a.m]

(مختصر وقفہ کے بعد کے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب چیئرمین جناب محمد میاں سومرو شروع ہوئی)

جناب وسیم سجاد: میں اپنے ساتھیوں سے اور خصوصاً ان ساتھیوں سے جن سے میری طویل رفاقت ہے جن میں پروفیسر خورشید صاحب ہیں، رضا ربانی صاحب ہیں اور صفدر عباسی صاحب ہیں معذرت کا اظہار کرتا ہوں۔ حکومتیں بنتی رہی ہیں۔ کوئی اپوزیشن میں ہے اور کوئی حکومت میں ہے لیکن ہمارا ایک ذاتی احترام کا رشتہ قائم رہا ہے اور مجھے اس پر فخر ہے۔

اس دن جو واقعہ ہوا۔ واقعہ یہ ہوا جی کہ جس وقت اپوزیشن کے حضرات نے walk out کیا اور Committees کے معاملے میں walk out کیا۔ اس کے بعد یک دم جو next item تھا agenda پر National Security Bill کا اور آپ نے نام پکارے اور ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ ہم بولنا نہیں چاہتے۔ تو یک دم ایک situation آگئی جس میں voting ہوگئی۔ میرا فرض بنتا تھا understanding کے لحاظ سے اور ہماری practice کے لحاظ سے کہ میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاتا یا کسی کو بھیجتا کہ ان کو واپس لے آؤ۔ اس حد تک یہ کوتاہی ہوئی ہے۔ میں اس پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور میں آج آپ کے سامنے نہیں کر رہا۔ اسی دن میں نے پروفیسر خورشید صاحب کو فون کیا تھا اور میں نے کہا تھا جی کہ اس حد تک مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے کہ مجھے چاہئے تھا کہ میں آپ کے پاس کسی کو بھیجتا۔ یہی بات میں نے رضا ربانی صاحب کو فون پر کہی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اعلیٰ ظرف ہے کہ آج رضا ربانی صاحب نہیں آئے۔ میرے خیال میں اسی لئے نہیں آئے کہ وہ نہیں چاہتے تھے -----، میرا خیال ہے کہ ان کا اعلیٰ ظرف ہے۔

(مداخلت)

جناب وسیم سجاد: میں کہتا ہوں میرا خیال ہے کہ شاید وہ اس لئے نہ آئے ہوں in

view of the fact کہ میں نے ان کو فون کیا تھا۔میں نے یہی کہا تھا کہ جی میری آپ سے ایک understanding ہوئی تھی اور practice بھی یہی ہے کہ جب آپ لوگ چلے جاتے ہیں تو میں چلا آتا ہوں اور خصوصاً اس وقت جب کہ National Security Bill discuss ہو رہا تھا۔ تو میں نے سعدیہ عباسی کو فون کیا کیونکہ PML(N) کی وہ نمائندہ تھیں' میں نے خورشید صاحب کو فون کیا اور میں نے رضا ربانی صاحب کو فون کیا اور یہی بات میں نے کہی۔ میں نے کہا جی کہ مجھے چاہئیے تھا لیکن اس وقت یہ ہوا کہ جس وقت نام پکارے گئے تو ہمارے ممبران نے کہا جی کہ ہم نہیں بولنا چاہتے۔اس طرف کے نام پکارے گئے تو کوئی نہیں تھا۔ تو یہ پھر ایک situation بن گئی لیکن میں دو چار وضاحتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلی چیز تو یہ ہے کہ اس بل پر ہم نے agree کیا تھا کہ مکمل debate کروائیں گے اور آپ کے دفتر میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جی اگر تو یہ debate جمعہ تک چلتی ہے تو چلے لیکن اگر speakers نہیں ہوں گے تو پہلے بھی ختم ہو سکتا ہے اور خورشید صاحب اس کے گواہ ہیں۔ اور پہلے دن اس پر تقریباً ساتھ گھنٹے debate ہوئی ہے اور میرے ساتھیوں کا یہ کہنا زیادتی ہے کہ جی تین منٹ لگے۔ میرا خیال ہے اب چونکہ میں نے معذرت کر لی ہے تو ان کو بھی چاہئیے کہ معذرت کریں کہ یہ بل تین منٹ میں پاس نہیں ہوا۔ اس پر سات گھنٹے تقریباً بحث ہوئی ہے۔ تو جو اپوزیشن ممبران کی آپ کو لسٹ دی گئی تھی ان کے نام فرداً فرداً پکارے گئے۔ ان میں سے جو حضرات یہاں پر موجود تھے' ان میں پروفیسر صاحب تھے' رضا ربانی صاحب تھے اور حضرات تھے انہوں نے تقاریر کیں۔ کچھ غیر حاضر تھے اور کچھ نے کہا جی آج ہم تقریر نہیں کرنا چاہتے۔ میں نے اعتراض بھی کیا تھا۔ میں نے کہا تھا جناب روایت یہ ہوتی ہے کہ جو موجود نہ ہو تو اس کا نام کاٹا جاتا ہے لیکن آپ نے کہا کہ نہیں درگزر کریں۔ تو یہ کہنا مناسب نہیں تھا کہ جی تین منٹ میں پاس ہوا ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ آخری Motion تین منٹ میں پاس ہوا تو کئی دفعہ آخری motion ایک منٹ بلکہ آدھے سیکنڈ میں بھی پاس سکتا ہے۔ ہاں یا نہ ہی کرنی ہوتی ہے ناں۔ تو میرا خیال ہے ریکارڈ کی درستگی کرنی چاہئیے کہ اس بل پر National Assembly میں جہاں کہ 342 members ہوتے ہیں وہاں پر دس گھنٹے بحث ہوئی ہے اور اس ہاؤس میں 100 members میں تو سات گھنٹے تو پہلے دن بحث ہو گئی

تھی لیکن یہ کوتاہی میری کہ اس وقت مجھے چاہئیے تھا کہ میں جاتا۔اس پر میں معذرت خواہ ہوں ' مجھے جانا چاہئیے تھا اور نہ صرف میں خود کہہ رہا ہوں بلکہ میرے کچھ ساتھیوں نے بھی یہی کہا ہے۔ اس دن میرے پاس چار پانچ ساتھی آئے اور کہا کہ ہمیں ان کے پاس جانا چاہئیے تھا۔ یہ صحیح بات ہے اور ہمیں چاہئیے کہ ان روایات کو قائم رکھیں اور جہاں تک ضابطہ کا تعلق ہے یہ ضابطے کی کارروائی نہیں ہوتی یعنی ضابطہ تو یہ کہتا ہے کہ next item ہے تو اس پر آپ بولیں۔ ضابطہ یہ نہیں کہتا کہ جا کے ان کو واپس لے کر آئیں لیکن میری ایک ذمہ داری تھی ۔میرا تعلق بھی ہے ان سے اور ایک practice بھی ہے۔مجھے چاہئیے تھا کہ میں ان کے پاس جاتا' نہیں گیا' میری کوتاہی ہے۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ میں نے پہلے کیا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ میں نے اسی دن اپنے دوستوں کو ' ساتھیوں کو فون کیا اور میں نے یہی بات کی اور رضا ربانی صاحب آج موجود نہیں ہیں' ان سے بھی میں نے یہی بات کی اور پروفیسر خورشید صاحب سے بھی۔ That is all sir.

جناب چیئرمین: پروفیسر غفور صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد :جناب چیئرمین صاحب! پہلے مجھے آدھا منٹ دے دیجئے۔

جناب چیئرمین: غفور صاحب بیٹھئے ذرا آدھا منٹ۔

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔میرا ارادہ کوئی تقریر کرنے کا نہیں۔ Leader of the House نے جس نقطے پر اپنی معذرت کا اظہار کیا ہے میں اسے کھلے دل سے قبول کرتا ہوں لیکن اتنا اظہار ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ صرف حزب اختلاف کو بلانے کے معاملے میں کوتاہی نہیں ہوئی بلاشبہ پہلے دن discussion ہوا ہے ہم اس کا اعتراف کرتے ہیں ۔ اور اسی چیز کو دوسرے دن بھی جاری رہنا چاہیے تھا ۔ دوسری غلطی یہ ہوئی ہے کہ ہمیں ایک تو بلایا نہیں گیا اور پھر صرف تین منٹ کے اندر پورے قانون کو جس طرح نمٹایا گیا یہ بڑا افسوسناک ہے ۔ اسی پر ہم نے احتجاج کیا ہے ۔ لیکن ان سب کے باوجود ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایوان چلے ۔ اس لئے ہم آپ کی معذرت قبول کرتے ہیں ۔ لیکن غالب کا ایک شعر ضرور سناؤں گا اور وہ یہ ہے۔

کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زُودِ پشیماں کا پشیماں ہونا

شکریہ۔

جناب چیئرمین: پروفیسر غفور احمد۔

پروفیسر غفور احمد: جناب چیئرمین! ۱۴ اپریل ۲۰۰۴ء کا جو دن جس میں National Security Bill منظور کیا گیا، گزرا ہے، آپ خود اس بات کا فیصلہ کرلیں کہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں زریں حروف سے لکھا جائے گا، یا سیاہ باب ہوگا۔ جیسا کہ بار بار کہا جا چکا ہے آپ کے چیمبر میں بھی بیٹھ کر اپوزیشن سے بات ہوئی تھی۔ طے یہ ہوا تھا کہ جمعرات کو پاس ہو جائے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے اگر تقریریں ختم ہو جائیں تو جمعرات کو پاس کردیں۔ لیکن شروع سے ان کا رویہ ایسا تھا جیسے آپ نے فرمایا مجھے خوشی ہے کہ جب میں نے اور دوسرے ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ ہم آج بولنا نہیں چاہتے تو آپ نے اجازت دی کہ آپ کل بول لیں۔ لیکن برابر وسیم سجاد صاحب کہتے رہے کہ ان کے نام drop کر دیں۔ آپ کو میں یہی عرض کرتا ہوں کہ شروع سے ان کا رویہ یہی تھا۔ پھر میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ عجلت کی بات کیا تھی؟ ہم نے بدھ کو یہ Bill منظور کیا اور صدر نے آج تک کی ہماری اطلاع کے مطابق اس پر دستخط نہیں کیے ہیں۔ ابھی تک یہ Bill, Act نہیں بنا ہے۔ اگر صدر کو اس کی عجلت نہیں ہے۔ تو آپ اتنی عجلت کیوں کرتے ہیں؟ ہم اس بات کے منتظر تھے کہ ہم تقریر سنیں گے خصوصیت سے ہمارے حکومتی benches سے ایس ایم ظفر صاحب اور مشاہد حسین سید صاحب کی اور جو ہم نے دلائل دیے وہ اس کے بارے میں بتائیں گے کہ اس کے بارے میں وہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ اس لئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب یہ Bill pass ہو گیا ہے، Act بھی بن جائے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کونسی سی جادو کی چھڑی صدر صاحب کے ہاتھ آئے گی کہ تمام مسائل حل کردیں گے۔ اس وقت ملک میں غربت، جہالت، بدامنی ہے اور عالم یہ ہے کہ پشاور، کوئٹہ اور کراچی میں رینجرز اور پولیس کے اوپر فائرنگ ہو رہی ہے۔ لوگ جاں بحق اور زخمی ہو رہے ہیں۔ اور یہ پورا حال جو آپ نے دیکھا ہے کہ اسلام آباد میں جومنی بسوں

اور چھوٹی سوزوکی گاڑیوں پرپابندی لگائی ہے ہزار ہا آدمی اس سے پریشان ہیں ۔ اور تقریباً اس سے تیس ہزار آدمی بے روزگار ہو گئے ہیں ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ میں وسیم سجاد صاحب کو تحسین کرتا ہوں ان کی شان میں کوئی کمی نہیں بلکہ اضافہ ہوا ہے ۔ لیکن میں آپ سے ایک بات ضرور عرض کروں گا ۔ ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ سینیٹ کی کارروائی ٹھیک طرح سے چلے ۔ آپ کو جناب چیئرمین! یاد ہوگا کہ عراق کے مسئلے پر قومی اسمبلی میں اتفاق رائے نہیں ہو سکا تھا ۔ وہاں کوئی قرارداد نہیں آ سکی تھی ۔ لیکن ہم نے آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر ایک قرار داد پر اتفاق کر لیا اور اتفاق رائے سے ایک قرارداد پاس کردی جو قومی اسمبلی نہیں کرسکی تھی۔ ہم یہ بات چاہتے ہیں کہ یہ ایوان بالا اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے کام کرے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں وسیم سجاد صاحب سے ، کہ اگر ہم نے شکایت کی تھی کہ مجالس قائمہ میں ہمیں ہماری تعداد کے مطابق نمائندگی نہیں ملی ہے ۔ یہ کسی دلیل سے جواب دیتے ۔ کیا ان جیسے mature parliamentarians کو یہ بات کہنے کا کوئی جواز ہے کہ آپ لوگ ایک سال تک ڈیسک بجاتے رہے ہو اور ہم نے آپ کو نمائندگی اس لئے نہیں دی ہے کہ کمیٹیوں میں بھی آپ بیٹھ کر ڈیسک بجاتے ۔ لہذا یہ قابل اعتراض جملہ ہے ، انہوں نے insult کی ہے ۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ یہ irrelevant ہیں ۔ انہوں نے ایسی بات کرنے سے روک دیا۔ تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ خدا کے واسطے سینیٹ کی کارروائی کو ٹھیک طریقے سے چلنے دیں ۔ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں ۔ جناب چیئرمین! آپ کا احترام کرتے ہیں ۔ جب ہم کھڑے ہوتے ہیں پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں ۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرنے پر مجبور نہیں ہیں ۔ ہمیں اپنی بات کہنے کا حق حاصل ہے ۔ لیکن آپ کا شکریہ اس لئے ادا کرتے ہیں کہ بالعموم بات کرنے کا موقع دیتے ہیں ۔ میں Leader of the House سے بھی عرض کروں گا ، میں اپنے بھائیوں سے بھی جو دائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں استدعا کروں گا ۔ ہم سب اس ملک کے شہری ہیں ۔ ہمیں اسی ملک میں رہنا ہے ۔ ہم اپوزیشن میں ہوں یا وہ حکومتی پارٹی میں ہیں اس ملک کے مسائل ہیں ۔

اب کیا ہو رہا ہے ؟ ہماری سرحدوں کے اوپر جو صورتحال ہے ۔ ملک کے اندر جو صورتحال ہے ۔ اگر اس پر قابو نہیں پائیں گے تو پھر کس طریقے سے کام چلے گا ؟ میں ایک

مرتبہ پھر وسیم سجاد صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میری ایک درخواست ہے کہ خدا کے لئے آئندہ اس ہاؤس کو ایسے بہتر طریقے سے چلائیں کہ یہ اپنا کردار ادا کرسکے۔ ایک اور آخری بات کہوں گا کہ ریڈیو پاکستان سے جو broadcast کیا گیا ہے ایک چیز نہیں کہی گئی اس میں کہ اپوزیشن اس وقت واک آؤٹ پر تھی دوسری بات یہ کہ سینیٹ کی کارروائی ہمیشہ' روزانہ نشر کی جاتی ہے لیکن بدھ کے دن سینیٹ کی کارروائی ریڈیو پاکستان سے نشر نہیں کی گئی۔ میرا خیال ہے یہ طرز عمل حکومت کو زیب نہیں دیتا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: رشید صاحب! یہ کرنا ہے' یہ جو سینیٹ کی کارروائی کے بارے میں کہہ رہے ہیں۔ اس وقت میرے پاس لسٹ ہے' جس پر آپس میں agree ہوئے تھے۔ ہم اسی حساب سے ترتیب سے چل رہے ہیں اور لوگ مہربانی کر کے نہ آئیں۔ رضا محمد رضا صاحب۔

جناب رضا محمد رضا: شکریہ جناب چیئرمین! میں ایک junior parliamentarian ہوں لیکن آپ کو علم ہے کہ میں پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی کا کارکن ہوں جس کے چیئرمین محمود خان اچکزئی نے بار بار کہا ہے کہ اگر اس ملک میں اس پارلیمنٹ کی بالادستی تسلیم ہو تو میں اس کی ایک' ایک اینٹ کو سلام کرونگا۔ جناب چیئرمین! ایسی کوئی بات نہیں کہ ہم آپ کی' کسی اور کی' کسی ممبر کی یا قائد ایوان کی شان میں گستاخی کریں لیکن یہ ہماری ذمہ داری ہے' یہ ایوان بالا ہے جو اس ملک کے وفاق کی حفاظت کے لئے وجود میں آیا ہے' جو پشتونوں' بلوچوں' سندھیوں' سرائیکیوں اور پنجاب کے اس مشترک وفاق' ان کی وفاقی وحدتوں کا محافظ ہے' ان کے مفادات کا محافظ ہے اور اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہر وہ اقدام' قانون جو اس ملک کی وفاقی اکائیوں' اس کے عوام کے خلاف ہو اس کو روکے' اس کا دفاع کرے۔

جناب چیئرمین! یہ جو ہم کہتے ہیں کہ ملٹری کونسل کا بل' اس بل کے تحت اس ملک کے آئین کے آرٹیکل چھ کی کھلی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ آپ سب کو علم ہے' اس Article 6 میں کہا گیا ہے "to subvert the Constitution by use of force or show of force or by other unconstitutional means shall be guilty of high treason."

جناب چیئرمین! اس بل سے اس فیڈریشن' اس آئین کی ساخت تبدیل ہوئی ہے' ملٹری سٹیٹ

بن گئی ہے۔

فوج کا ایسا راج قائم ہوا ہے جس میں پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں اور سرائیکیوں کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اور یہ اس ملک کے تمام اختیارات کی مالک بن گئی ہے۔ ایسے اختیارات، جس نے اس ملک میں پولیس راج مسلط کیا ہے، جس نے صوبائی خود مختاری کا خاتمہ کیا ہے۔ آج ایجنڈے پر سب سے اہم یہ موضوع ہونا چاہیئے کہ اب یہ پولیس راج مسلط کررہے ہیں۔ سارے ملک کی دولت پر اس نے قبضہ کر رکھا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جناب چیئرمین! واران والے، اختر عبدالرحمن، حمید گل، اسلام آباد میں ٹرانسپورٹ چلنے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: کسی کا نام نہ لیں۔

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! ایسے حالات میں جب آپ نے ہمارے ایک سینیٹر کو "خناس" کی بات بھی نہیں کرنے دی۔ "خناس" تو ایک ذہنی کیفیت ہے، ایسے لوگوں کے لئے جن کی نظر میں جمہوریت، قانون، جمہور کی حکمرانی کی کوئی وقعت نہیں، جن کے سامنے آئین اور قانون کی کوئی وقعت نہیں۔ جناب چیئرمین! اس ملٹری کونسل نے اس ملک کے وقار کو تباہ کیا، ان اداروں کی بالادستی اب ختم ہوگئی ہے۔ اب یہ تابع ادارے بن گئے ہیں، اب Martial Law Secretariat سے ہدایات آئیں گی اور آپ کو، وسیم صاحب اور اس ایوان کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ ان کے حکم پر بالکل ملازمین کی طرح عمل کریں گے۔ اس حالت پر دنیا میں کیا تاثر ہے؟ اس نیشنل ملٹری کونسل کے وجود میں آنے سے دنیا نے اس ملک کو ملٹری سٹیٹ قرار دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے آگے، ہم آپ سے گلہ کرتے ہیں، یہ سب سے پہلے آپ کی ذمہ داری تھی کہ جس انداز سے، انتہائی عجلت میں اس بل کو لایا گیا، ہم بھاگ، بھاگ کر آئے، ہمیں بحث کے لئے دو دن نہیں دیے گئے۔ وسیم صاحب بار بار قواعد کی بات کرتے ہیں، First reading, second reading, and third reading میں تمام قاعدوں کو پامال کیا گیا۔ اس بل کو تمام قواعد کے تحت آنا چاہئے تھا، یہ آپ کی ذمہ داری تھی، اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے تھی، سات سال تک اس پر بحث ہونی چاہئے تھی۔ یہ تین منٹ اور سات گھنٹے کی بات،

غلط بات ہے، یہ تو ایسا بل ہے جس کا تعلق اس ملک کی بقا اور سالمیت سے ہے۔ میں کہتا ہوں جناب چیئرمین! اس ملک میں ملٹری راج کے خلاف بغاوت ہو گی، ہماری عوام اٹھ کھڑی ہو گی۔ ہماری عوام صرف آئین کا احترام کرتی ہے۔ وہ آئین جو 1973 میں بنا، نوابزادہ نصر اللہ والا آئین، اس کا ہم نے تیس سال انتظار کیا کہ یہ جمہوری بنے گا، پارلیمانی بنے گا، عوام کی حکمرانی ہو گی، قوموں کو اقتدار ملے گا۔یہاں ثناء بلوچ صاحب بار بار سوال کرتے ہیں-----

جناب چیئرمین: رضا صاحب وقت کا خیال رکھیں۔

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! میں ایک فقرے میں ہی کہوں گا کہ یہ ذمہ داری آپ کی تھی، یہ وسیم صاحب کی ذمہ داری تھی اور تمام ممبران کی تھی کیونکہ یہاں فرق ہے قومی اسمبلی سے، ان ممبران کو وفاق کے مفادات کا دفاع کرنا چاہیے تھا۔نیشنل سیکیورٹی بل کو واپس کر دینا چاہیے تھا۔ اس کو رد کردینا چاہیے تھا۔جناب چیئرمین! وہ کہتے ہیں کہ

میں آج اعتدال کی حد سے گزر گیا

صاحب خطا معاف میری طبعیت خراب تھی

شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: میں عرض کروں۔ جیسا کہ رضا صاحب نے کہا ایوان کے ہر رکن کا بھی حق ہے صرف میری ہی نہیں ان پر بھی ذمہ داری آتی ہے کہ مل جل کر ایوان کو صحیح چلایا جائے۔ اور پورے procedures انشاللہ follow ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ جی کامل علی آغا۔

جناب کامل علی آغا: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے بجا فرمایا کہ Rules and Procedure کو follow کرنا چاہیے۔ اس کے باوجود میں دیکھتا ہوں کہ آپ بعض اوقات نہیں بلکہ ہمیشہ تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہیں اور آپ کوشش کرتے ہیں کہ ہاؤس چلتا رہے اور قواعد و ضوابط کے مطابق چلے لیکن اس کے باوجود آپ نے ہمیشہ دیکھا کہ ایک سال میں جب بھی ہاؤس کے اندر کسی بات پر یا کسی issue پر بات کرنے کا وقت آیا تو اپوزیشن نے اپنا

پورا وقت لیا ۔ آپ نے بڑے تحمل کے ساتھ اس طرف سے سات سات آدمیوں کو وقت دیا اور ہمیں deprive کیا ہمیشہ اس کوشش میں کہ ہاؤس کا تسلسل جاری رہے لیکن اس کے باوجود جب ہماری باری آئی تو اپوزیشن نے ایک نئی روایت قائم کی۔ جب یہ روایات کی بات کرتے ہیں تو یہ اس بات کو بھی سوچیں کہ انہوں نے ایک سال کے اندر جو روایت قائم کی وہ بائیکاٹ کی روایت تھی۔ جس وقت بھی حکومتی بنچوں کی طرف سے بات کرنے کا موقع آیا انہوں نے بائیکاٹ کیا اور ہمارے ممبران کو کبھی نہیں سنا۔

جناب والا! میں NSC کے Bill پر بھی یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ وقت نکال کر دیکھ لیں تو تقریباً ساڑھے چھ گھنٹے اپوزیشن نے بات کی اور حکومتی بنچوں کی طرف سے آپ نے اس ہاؤس کو چلانے کے لئے چند منٹوں کا وقت دیا ۔ لیکن جب انہوں نے اپنی روایات پر قائم رہتے ہوئے بائیکاٹ کا سلسلہ جاری رکھا تو پھر یہ ساری باتیں ایک natural course کا حصہ بن جاتی ہیں کہ اگر انہوں نے بات نہیں کرنی اور نہیں سننی تو ہم نے تو قواعد و ضوابط کے مطابق Bill کو پاس کرنا تھا جبکہ ان کے سترہ بندے اس پر بولے اور انہوں نے ساڑھے چھ گھنٹے وقت لیا اور ہماری طرف سے سات آدمیوں کو بمشکل موقعہ مل سکا۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے رویے پر غور کریں ۔ ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ جو معاملات ہاؤس کو چلانے کے لئے، عوامی مفادات پر بحث کرنے کے لئے طے ہوتے ہیں تو یہ بات کیا کریں۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں کہ انہوں نے پورے سال کے اندر بائیکاٹ کیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ public importance عوامی مفادات کی حامل adjournment motions ایوان کے اندر موجود تھیں لیکن انہوں نے اس پر بات نہیں کی۔ ان کی اپنی تھیں ۔ میں آپ کو ریکارڈ سے یہ ثابت کردوں گا کہ پروفیسرغفور صاحب کی adjournment motion ایک دن موجود تھی اور ایک دن جناب پروفیسر خورشیدصاحب کی ایک adjournment motion ایجنڈے پر موجود تھی لیکن انہوں نے point secure کرنے کے لئے، media کے اندر خبر بنانے کے لئے بائیکاٹ کیا اس عوامی مفاد کے issue کے اوپر اس House کے اندر بات نہیں کی۔

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو National Security کا Bill ہے اس کے اندر جب یہ بات کرتے ہیں تو حقائق پر بات کریں۔ صوبوں کی نمائندگی، میں کہتا ہوں کہ پہلی

دفعہ National Security Council میں ملک کے دفاع کے معاملے میں، ملک کی سلامتی کے معاملے میں اور بحران کو نمٹانے کے معاملے میں اور جمہوریت کے تسلسل کو security دینے کے معاملے میں اس Security Council کے اندر صوبوں کو نمائندگی دی گئی ہے۔ صوبے کے منتخب وزراء اعلیٰ اس Security Council کے اندر موجود ہیں۔ یہ تو credit ہے۔ جب یہ تنقید کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر نمائندگی نہیں ہے۔ تو اس سے بڑی نمائندگی کیا ہوگی؟ جبکہ اس وقت ملک کے وزیر اعظم بھی بلوچستان سے ہیں۔ اس ملک کے صدر کا تعلق بھی سندھ سے ہے۔ تو یہ کس طریقے سے کہتے ہیں کہ اس Security Council کے اندر صوبوں کی نمائندگی نہیں ہے۔ یہ بات realize کریں۔ یہ جو تسلسل کی بات ہے اور وعدوں کی بات ہے اور وعدے نبھانے کی بات ہے تو میں نے جب صدر صاحب کی تقریر کے اوپر تقریر کی تو میں نے اس وقت بھی ان کو نشاندہی کر دی تھی کہ پروفیسر صاحب! آپ نے جو National Security Council کے Bill کے متعلق یہ کہہ دیا کہ صدر صاحب بھول جائیں تو اس کے نتیجے جمہوری روایات میں اچھے نہیں نکلا کرتے۔ میں نے یہ بات ان کو اس وقت کہہ دی تھی۔ اب جب یہ وردی کی بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب، وقت کا خیال رکھیں۔

جناب کامل علی آغا: جناب! میں انشاء اللہ وقت پر مکمل کروں گا۔ جب یہ وردی کی بات کرتے ہیں تو میں نے ان کو یہ کہا تھا کہ پاکستان کی تاریخ کے اندر طویل ترین مذاکرات صدر صاحب نے برداشت کئے ہیں اور اس کے نتیجے میں جو معاہدہ ہوا اس کو پھر من و عن پارلیمنٹ کے اندر نبھایا اور اس ترمیم پر جو اس طویل ترین مذاکرات کے نتیجے میں جو معاہدہ ہوا اس کے نتیجے میں آئینی Bill جو سترھویں ترمیم کی صورت میں اس House کے اندر پیش کیا گیا اور National Assembly میں پیش کیا گیا۔ وہ قابل تحسین تھا۔ اس طویل ترین مذاکرات کے نتیجے میں جو معاہدہ MMA اور چوہدری شجاعت حسین صاحب کی سربراہی میں ہوا۔ اس کو violate کس نے کیا؟ انہوں نے کیا۔ جب پروفیسر غفور صاحب نے اس وقت، اس House کے اندر اپنی تقریر میں کہا کہ صدر صاحب National Security کے

Act کو بھول جائیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ جمہوریت کے تسلسل کو چاہتے ہیں۔ یہ National Security Council سب سے بڑی معاونت جو کرے گی وہ جمہوریت کے تسلسل کے سلسلے میں کرے گی۔ یہ ان کو نہیں بھولنا چاہیے۔ یہ جو حقائق ہیں وہ ان کے بھی سامنے ہیں اور ہمارے بھی سامنے ہیں۔ وہ Pandora's Box جو کھلتا رہا ہے وہ انشاء اللہ اب نہیں کھلے گا اور جمہوریت اپنے تسلسل کو برقرار رکھ سکے گی۔

جناب! میں اس میں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا۔ عباسی صاحب میرے بھائی ہیں۔ ان کو پارلیمانی language اختیار کرنی چاہیے۔ آپ کی بڑی برداشت ہے۔ ہم اب یہ برداشت نہیں کریں گے۔ اگر یہ Chair کے ساتھ اپنا رویہ نہیں بدلیں گے تو ہم بھی اب برداشت نہیں کریں گے۔ آپ بھی یہ بات نوٹ فرما لیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ یہ Chair کو dictate کریں۔ جناب! جب یہ ساڑھے تین منٹ کی بات کرتے ہیں تو یہ ریکارڈ کی بات نہیں ہے۔ ریکارڈ یہی ہے کہ اس House کے اندر دو دن اس کے اوپر بحث ہوئی اور اس کے نتیجے میں جو procedure تھا Bill پاس کرنے کا وہ adopt کیا گیا۔ اگر یہ اپنی بائیکاٹ والی روایات کو ختم کر دیں جو انہوں نے ایک سال کے اندر قائم کی ہیں۔ تو یہ معاملات جو ہیں مزید اچھے طریقے سے چل سکیں گے۔ بحث ہو سکے گی۔ میں اس میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

شکریہ۔

جناب چیئرمین : سید ہدایت اللہ شاہ۔

سید ہدایت اللہ شاہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ سب سے پہلے جو ہمارے گزشتہ اجلاس میں بدمزگی پیدا ہوئی تھی۔ اس میں جناب وسیم سجاد صاحب کی تلخ تقریر تھی۔ جنہوں نے حزب اختلاف کے ممبر حضرات کو قابل تحسین یا کوئی ایسے الفاظ سے نہیں نوازا، جو ان کے شایان شان ہوتا۔ اس کے علاوہ ہم نے ہمیشہ ملکی مفاد کی خاطر، جمہوریت کو چلانے کی خاطر، افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس لئے ہمارے جو (ق)

والے ساتھی ہیں ان کے ساتھ متحدہ مجلس عمل نے افہام وتفہیم کا راستہ اختیار ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ سلامتی کونسل کے بل میں انہوں نے ہم سے نہ مشورہ کیا نہ ہی ہم سے پوچھا۔ بلکہ انہوں نے قومی اسمبلی میں بھی ہمارے ساتھ رویہ صحیح اختیار نہیں کیا۔ نہ ہی متحدہ حزب اختلاف سے مشورہ کیا۔ وہاں بھی پانچ منٹ یا دس منٹ میں بل پاس کرا لیا۔ یہاں بھی وہی رویہ اختیار کیا جو انہوں قومی اسمبلی میں اختیار کیا تھا۔ اس وجہ سے تلخیاں زیادہ بڑھ گئی۔ ہم تو ہمیشہ ملکی مفاد میں افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کرنے کے حامی ہیں۔ بالخصوص متحدہ مجلس عمل کا ان کے ساتھ جو معاہدہ ہوا ہے-----، ہم نے وعدہ نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہم سے کوئی رابطہ قائم نہیں کیا۔ ہم نے قومی اسمبلی میں بھی ترمیم پیش کی اور یہاں پر بھی ترمیم پیش کی اور افہام وتفہیم کا راستہ اختیار کیا۔ انہوں نے پوچھنا گوارا نہیں کیا۔

جناب چیئرمین ! اس مسئلے میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر حزب اقتدار والے، حزب اختلاف کا احترام نہیں کریں گے تو ہاؤس کا چلنا ناممکن ہوگا۔ براہ مہربانی میری آپ سے گزارش ہے کہ ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاؤس کو چلایا جائے۔ اس وقت جو بین الاقوامی صورتحال ہے وہ ملکی مفاد میں نہیں ہے۔ اس وقت عراق کے اندر مسلمان شہید ہو رہے ہیں، خربوزے کی طرح کٹ رہے ہیں۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ عراق کے اندر ہمارے تین سے چار ہزار پاکستانی پھنسے ہوئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ حکومت اس بارے میں کچھ غورو خوض نہیں کررہی، بیرونی دنیا میں ہمارے سفارت خانے کا کوئی کردار نہیں ہے۔ اسی طریقے سے یہاں پر جو دوسرے مسائل ہمارے سامنے ہیں۔ اس نسبت سے ہماری آپ سے درخواست ہے، کہ ملک کو چلانے کے لئے، ملک کے اداروں کو مضبوط کرنے کے لئے ایک ہی راستہ ہے وہ یہ ہے کہ آئین پر عملدرآمد کیا جائے اور جس مقصد کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا۔ وہ نظریہ اسلام تھا۔ اگر آج بھی نظریہ اسلام پر عمل کیا جائے تو یہ صوبائیت کا مسئلہ، قومی تعصب کا مسئلہ بالکل ختم ہو جائے گا۔ اگر آج آپ اسلامی نظام پر عمل نہیں کرتے تو یہ طرح طرح کے فتنے، طرح طرح کے فسادات ہونگے۔ میری آپ سے گزارش ------

(اس مرحلہ پر ایوان میں اذان برائے نماز جمعہ سنائی دی)

(نماز جمعہ کی اذان کے بعد کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین : جی شاہ صاحب ۔

سید ہدایت اللہ شاہ: جناب چیئرمین ! میری اس بارے میں یہی گزارش ہے کہ جمہوری اداروں کو جمہوری انداز سے چلایا جائے۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار، دونوں کو مل کر افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ ہم نے پہلے بھی افہام و تفہیم کا راستہ اختیار کیا ہے اور آئندہ بھی کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن جو ہمارے حقوق ہیں، جو حزب اختلاف کے حقوق ہیں، براہ مہربانی اس کا بھی خیال رکھا جائے۔ میری ایک گزارش ہے جس کا پروفیسر صاحب نے ذکر کر دیا کہ اس وقت راولپنڈی میں کوئی 20 ہزار مزدور بے روزگار ہو گئے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ ان کے بارے میں بھی غور و خوض کرے ۔ اب دوبارہ وانا میں operation ہو رہا ہے۔ ملک کی سرحدیں غیر محفوظ ہو رہی ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ملک کو کس طریقے سے چلایا جا رہا ہے۔ ہماری فوج، ہمارا ایک منظم ادارہ ہے اور وہ اپنے عوام کے ساتھ جنگ کر رہی ہے ۔لہذا اس بارے میں بھی سوچنا چاہیے ۔ میری یہی آپ سے گزارش ہے کہ اگر آپ جمہوری انداز اپنائیں گے تو ہم بھی جمہوری انداز اپنائیں گے اور اگر آپ dictatorship یا ڈنڈے سے جمہوریت کو چلائیں گے تو پھر تنگ آمد بجنگ آمد۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: جناب اسلم بلیدی۔

بی بی یاسمین شاہ : جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: ان کے بعد آپ کو موقع دوں گا۔

جناب محمد اسلم بلیدی: آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ جناب چیئرمین ! آپ کی سربراہی میں Business Advisory Committee کی meeting میں جو فیصلے ہوئے تھے، ان پر عمل نہیں کیا گیا۔ ہمیں اس بات پر سخت افسوس ہے کہ آپ کی عزت اور مقام کا بھی خیال نہیں رکھا اور ان تمام فیصلوں کو violate کیا گیا ہے ۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ National Security Council کے Bill پر ایک سیرحاصل بحث ہوتی ۔ تمام اراکین کو اس بحث میں حصہ لینے کا موقع ملتا لیکن حاکم کے حکم پر وہ تمام وعدے، وہ تمام commitments ادھوری رہ گئیں۔

جناب چیئرمین! ہم جمہوریت پسند سیاسی workers ہر وقت یہ بات کہتے تھے۔ ہمارا ہر وقت یہ موقف تھا کہ اس ملک میں آئین سازی ضرور ہونی چاہیے' قانون سازی ضرور ہونی چاہیے لیکن ایسی قانون سازی اور ایسی آئینی ترامیم ہونی چاہئیں جس سے ملک اور اس کے جمہوری اداروں کو فائدہ پہنچے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہاں آئین ساز اسمبلی کے Rules of Business قواعد و ضوابط اور ایسی تمام چیزوں کو bulldoze کرکے صرف اور صرف ایک شخص کے اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔

جناب والا! چونکہ پاکستان ایک کثیر القومی ملک ہے۔ پاکستان میں پانچ قومیں اپنی اپنی سر زمین پر' اپنی زبان' ثقافت اور ادب کے ساتھ پانچ ہزار سالوں سے آباد ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس ملک کے اندر ایک حقیقی ' وفاقی ' پارلیمانی نظام کے ذریعے صوبوں کی قومی وحدتوں کے حقوق کا احترام کیا جاتا۔ قوموں کو ان کے حقوق دیے جاتے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی حقوق جو قوموں کو 'چھوٹے صوبوں کو ۱۹۷۳ء کے آئین کے اندر حاصل تھے وہ حقوق بھی ' وہ اختیارات بھی آہستہ آہستہ سلب کیے جا رہے ہیں۔ سترھویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کے اختیارات پر شب خون مارا گیا اور ابھی اس کالے قانون کے ذریعے جو نیشنل سکیورٹی کونسل کی شکل میں اس ایوان نے پاس کیا ہے' اس کالے قانون کے ذریعے صوبوں کے حقوق' پر اس ملک کے جمہوری اداروں پر' اس ملک کی منتخب پارلیمنٹ پر ایک کاری ضرب لگا دی گئی ہے اور ہمارے حکومتی ساتھی ہر وقت یہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ نیشنل سکیورٹی کونسل اس ملک کے اندر استحکام لائے گی۔ اس ملک کے اندر جمہوریت کے تسلسل کو برقرار رکھے گی لیکن جناب چیئرمین صاحب! ترکی کے اندر ۱۹۶۰ء سے اس قسم کی ایک نیشنل سکیورٹی کونسل رائج ہے لیکن اس بدنام زمانہ نیشنل سکیورٹی نے ترکی کے استحکام لانے کی بجائے' ترکی کے اندر جمہوریت لانے کی بجائے' آج ترکی کو دنیا کے عدم استحکام والے ملکوں میں شامل کر دیا ہے ----

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

جناب محمد اسلم بلیدی: ہم سمجھتے ہیں کہ وہی practice جو وہاں ناکام ہوئی ہے

اسی practice کو ہم یہاں دہرا رہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ کالا قانون اس ملک کے اندر استحکام نہیں لائے گا بلکہ اس ملک کو ایک گہری کھائی میں پھینکنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ ہم چھوٹی قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ قانون سازی ضرور چاہتے ہیں ۔ آئین سازی ضرور چاہتے ہیں لیکن ایک شخص کے تاج و تخت کی مضبوطی کے لیے نہیں۔ آج یہ ملک کس بحران سے دو چار ہے ۔ ہم عدم استحکام کا شکار ہیں ' بیروزگاری عروج پر ہے ' امن و امان نام کی کوئی چیز نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام برائیوں کی جڑ اس ملک کی establishment کی ہوس اقتدار نے اس ملک کو اس نہج تک پہنچا دیا ہے ۔ اب خدارا ۔۔۔۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

جناب محمد اسلم بلیدی: اس ملک کے ۱۴ کروڑ عوام کے ساتھ ہم مخلص ہیں تو اس ملک کے اندر ایک حقیقی' وفاقی' پارلیمانی نظام اور اس کے اندر صوبوں کی خودمختاری ہو ۔ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ آپ لوگ فوج کو برا بھلا کہتے ہیں۔ ہمیں فوج جیسے ادارے سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن آئین کے اندر فوج کو جو اختیارات دیے گئے ہیں ۔ وہ ان اختیارات تک اپنے آپ کو محدود رکھیں جب فوج کے جرنیل ۔۔۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! تشریف رکھیں ' آپ کا وقت زیادہ ہو گیا ہے ۔ کسی دوسرے کو موقع دیں پھر جمعے کے لیے بھی جانا ہے ۔ تو مہربانی کرکے ختم کریں۔

جناب محمد اسلم بلیدی: تین تین ڈیوٹیاں کرتے ہیں اپنے اختیارات سے encroachment کرتے ہیں۔ سول اداروں پر بزور بندوق قبضہ کرتے ہیں تو پھر ضرور لوگ ان کو کہیں گے ۔

جناب چیئرمین! میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اسی شعر کے ساتھ

(بلوچی)

(ڈیسک بجائے گئے۔)

جناب چیئرمین: مسٹر ایس ایم ظفر صاحب ۔

جناب ایس۔ ایم ظفر: جناب چیئرمین صاحب! انسان تو غلطی کا پتلا مشہور ہی ہے

اور غلطی کا ہو جانا بشریت کا ایک حصہ ہے لیکن اگر غلطی کا اعتراف کر لیا جائے تو اعتراف کرنے والے کی ایک بڑائی کا ثبوت ہوتا ہے اور اعتراف کرنا خود ایک بڑائی ہے۔

اعتراف نہ صرف غلطی کو مٹا دیتا ہے بلکہ اعتراف کرنے والی کی عزت میں اضافہ کرتا ہے اور کیونکہ یہ اعتراف قائد ایوان نے کیا ہے، میں یہاں تک کہوں گا کہ اس سے سارے ایوان کی عزت میں اضافہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس ماحول اور کوششوں کا بھی مختصراً ذکر کرنا چاہوں گا جو اس وقفے میں کیے گئے، جو آپ نے کچھ عرصہ کے لیے House کو ملتوی کیا تھا۔ دراصل آپ نے بھی خود ایک بڑے منجھے ہوئے سیاستدان کی طرح اور ایک تجربہ کار چیئرمین کی طرح، آپ نے یہ دیکھا کہ ماحول بگڑ رہا ہے اور آپ نے ایک judicious وقفہ دیا۔ اس دوران کچھ کوششیں ہوئیں اور میں خود پروفیسر خورشید صاحب کے پاس گیا، ان سے بات کی انہوں نے کچھ رائے دی، اس رائے کو آگے بڑھانے کے لیے طارق عظیم صاحب سے درخواست کی گئی، وہ ممبران سے ملے اور اس کے نتیجے میں معاملہ حل ہوا اور میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا اور House کو بتانا چاہوں گا کہ میں اس مقام پر حزب اختلاف کے ممبران کو بھی خراج تحسین دینا چاہتا ہوں کہ جب ایک قدم بڑھانے کے لیے ہم نے اپنے ارادے کا اظہار کیا تو انہوں نے بھی اپنا ایک قدم بڑھانے میں کوئی کمی نہیں کی اور انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلیں گے اور معاملے کو آگے لے کر چلنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب والا! افہام و تفہیم کی اگر یہ راہیں اختیار کی گئیں اور ہم اسی طرح چلتے رہے تو یقینی طور پر یہ ایوان ایک Model ایوان بن سکے گا اور دراصل ہماری ترجیح بھی یہی ہونی چاہیئے۔ ہماری ترجیح اسی بات کی ہے کہ ہم ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھیں۔ اختلاف رائے کو برداشت کریں اور اپنے اس House کو ان ضوابط کے مطابق اور معاہدوں کے مطابق چلائیں جو ضوابط اس ادارے کے لیے مقرر ہوئے ہیں اور جس پر ہم سب اپنے اپنے agreement کے مطابق اس کو چلانے کے لیے ارادہ کرتے ہیں۔

ایک چھوٹی سی بات، کیونکہ ابھی ذکر ہوا ہے اختلاف رائے کا، یہاں پر یہ بات کہی

گئی ہے اور ہم یہاں گفتگو کرتے ہیں' دلائل کے ذریعے اور چونکہ دلائل ہی اصل چیز ہوتی ہے جس سے ہم ایک دوسرے کو منوا سکتے ہیں اور سمجھا سکتے ہیں اور سمجھ بوجھ کی بات بھی آگے بڑھا سکتے ہیں تو یہاں پر ذکر کیا گیا اور میں نے اکثر سنا ہے کہ National Security Council کی رائے کی پابندی ہوگی' اس کی پابندی ہوگی' وہ قابل پابند ہوگی۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ اگر ہم آئین کو ذرا تھوڑی دیر کے لیے دیکھیں تو لفظ consultation کی بڑی واضح تعریف کی گئی اور یہ بات کہی گئی ہے کہ consultative forum جو رائے دیتی ہے اس کی کسی صورت میں بھی رائے لینے والے پر پابندی نہیں ہوگی۔ اس لیے یہ consultative forum ہے' یہ ایک رائے دے گی۔ میں آپ سے ایک بات اور عرض کروں کہ جہاں تک National Security Council کا تعلق ہے' ہر وہ ملک جو geo-politically اہم ہے' جس کی geo-political اہمیت ہے اور خاص طور پر ہر وہ ملک جو nuclear صلاحیتوں سے مالا مال ہے' جس میں ماشاء اللہ پاکستان بھی شامل ہے ان سات ممالک میں اور اس کی geo-political اہمیت بھی سب پر واضح ہے ایسے ملک میں ایک Security Council کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ کوئی ایسا ملک آج دنیا میں موجود نہیں ہے جو nuclear صلاحیتیں بھی رکھتا ہو اور وہاں National Security Council نہ ہو۔ اکثر ممالک ایسے ہیں جن کی geo-political اہمیت ہے وہ National Security Council کی قسم کا ادارہ رکھتے ہیں۔ یہ میں مانتا ہوں کہ یہ ادارہ ہم نے پہلی دفعہ قائم کیا ہے' ممکن ہے اس میں کچھ خامیاں بھی ہوں' ممکن ہے اس میں کچھ ترامیم کی بھی ضرورت پڑے لیکن کیونکہ یہ ادارہ ہم نے Act of the Parliament کے ذریعے قائم کیا اور Act of the Parliament بھی وہ جو کہ ہمارے ایک سمجھوتے کے نتیجے میں ہوا اور سمجھوتے میں یہ بات طے کی گئی کہ Act of the Parliament کے ذریعے سے جب لایا جائے گا تو اس میں دیکھیں گے کہ کیا خامیاں اور خرابیاں ہیں۔ اگر اس میں ترامیم ضروری ہوں گی تو وہ کی جائیں گی۔ آج اگر یہ Bill pass بھی ہوگیا ہے تو کوئی معنی نہیں ہیں کہ اگر کوئی چاہے تو اس میں ترمیم کرنے کے لیے Bill لے کر آئے اور اس میں اگر کوئی بہتری ہوگی جس سے یہ ادارہ مناسب بنایا جاسکتا ہوگا تو مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری جانب سے بھی پوری طرح سے تعاون کیا جائے گا بشرطیکہ اس سے یہ Act اور یہ ادارہ

بہتر بنانے کی کوئی صورت نکلتی ہو۔ تو اسی افہام وتفہیم کے ساتھ اگر ہم National Security Council کو دیکھیں اور اس عدم اعتماد کی فضا کو ہٹائیں اور ملک کی ضرورت کو اپنے لیے سب سے زیادہ ترجیح دیں تو مجھے پورا یقین ہے کہ اس پارلیمنٹ کے ذریعے انشاء اللہ و تعالیٰ ہم ایک قابل رشک نمونہ پیش کر سکیں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی۔ نہیں، یہ pattern agree ہوا تھا تو ہم اس پر چل رہے ہیں کیونکہ وقت تھوڑا ہے۔ اچھا بتائیے۔

بی بی یاسمین شاہ: جناب! یہ ایک بہت اہم issue جس پر میں اٹھی تھی، وہ آپ کو سننا چاہیے، آپ کو سننا پڑے گا جناب۔

جناب چیئرمین: بتائیے، بتائیے۔

بی بی یاسمین شاہ: نہیں یہ دھمکی نہیں، یہ سننا پڑے گا۔ ظاہری بات ہے کہ ہم یہاں پر issues نہیں اٹھائیں گے، مسائل یہاں پر نہیں بتائیں گے تو پھر ہم کہاں جا کر بتائیں گے جناب۔

جناب چیئرمین: مختصر رکھیے، مختصر رکھیے۔ ٹھیک ہے آپ کھڑی ہوگئی ہیں، آپ بات ختم کرلیں۔ آپ بات ذرا جلدی ختم کرلیں۔

بی بی یاسمین شاہ: جناب! کہنا یہ تھا کہ سندھ میں پانی کی کافی قلت ہو رہی ہے، اس وقت جو کوٹری بیراج ہے اس میں 1700, 1800 cusec پانی چھوڑا گیا ہے جبکہ ہمیں وہاں پر 9000 cusec پانی ملنا چاہیئے۔ اب اس کی وجہ سے بدین اور ٹھٹھہ کافی متاثر ہو رہے ہیں اور اس کے علاوہ تھر اور میرپورخاص کے کچھ حصے بھی کافی متاثر ہو رہے ہیں۔ لوگ سڑکوں پر آ گئے ہیں، بدامنی پھیل گئی ہے۔ لوگ پیاسے مر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ تو سراسر ظلم ہے لوگوں کے ساتھ کہ لوگوں کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے۔ کھانے کے بغیر تو انسان زندہ رہ سکتا ہے لیکن پانی کے بغیر تو نہیں رہ سکتا جبکہ سکھر بیراج میں جناب! اس وقت 19000 سے 20000 cusec تک پانی موجود ہے لیکن چھوڑا نہیں جا رہا۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پانی کیوں نہیں چھوڑا جا رہا ہے؟ یہ کہاں پر کوتاہی ہو رہی ہے اور کیوں ہو رہی ہے؟

لوگوں کے ساتھ یہ ناانصافی کیوں کی جا رہی ہے؟ کم از کم 5000 cusec تو پانی چھوڑا جائے۔ لوگوں کو پینے کا پانی تو ملے۔ لوگ سڑکوں پر آ گئے ہیں، لوگ پیاس سے مر رہے ہیں، اس طرح بدامنی پھیلے گی۔ لوگ کافی پریشان ہیں۔ اس سلسلے میں میری حکومت سے التجا ہے کہ کچھ نہ کچھ ضروری اقدامات کیے جائیں اور کم از کم 5000 cusec تک پانی چھوڑا جائے۔

جناب چیئرمین: ہراج صاحب! آپ مہربانی کرکے اس کو convey کیجیے گا concerned department کو کیونکہ یہ provincial Government کا معاملہ ہے۔ سانگڑئی صاحب۔

ڈاکٹر عزیز اللہ سانگڑئی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ غصے میں بھی آتے ہیں لیکن بہت کم آتے ہیں اور جب آپ غصہ میں آتے ہیں تو ٹھیک ٹھاک آتے ہیں۔ اس کا بھی شکریہ۔ عزت مآب! آپ نے حکم فرمایا ہے کہ وقت کا خیال رکھا جائے۔ پانچ منٹ میں ہم کیا بول سکتے ہیں۔ ہم دیہاتی لوگ ہیں، ہم تو آہستہ آہستہ بات کو اٹھاتے ہیں۔ گزارش صرف یہ ہے کہ

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا

جو "کاٹا" تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

--- پرواہ نہیں، اس میں میں نے تھوڑی سی ترمیم کی ہے۔ جناب والا! گزارش یہ ہے، آپ کو پوری معلومات تھیں، پورے House کو معلومات تھیں، اکثریت آپ کے ساتھ تھی، 57 ممبران آپ کے ساتھ تھے، ہم اگر یہاں سے نکلے تھے تو ہمارا صرف کمیٹیوں پر اختلاف تھا اور اختلاف ہے اور اختلاف رہے گا، جب تک آپ اس کو حل نہیں کریں گے۔ شف شف کے ہم قائل نہیں ہیں، ہم شفتالو بولتے ہیں۔ ہم پورا لفظ بولتے ہیں، ہم آں، اوں، ادھر ادھر نہیں پھرتے ہیں۔ یہ سیدھی سی بات ہے کہ آپ نے زیادتی کی ہے اور جب تک ازالہ نہیں کریں گے یہ زیادتی رہے گی اور اس کو زیادتی کہا جائے گا۔ ہم اس پر باہر نکلے اور آپ نے جناب والا! پتا ہی کھینچ لیا۔ ہمیں اس سے خوشی بھی ہوئی کہ آپ کو بھی استعمال کیا گیا۔ حالانکہ میں جانتا ہوں جناب چیئرمین! آپ کے والد محترم اور آپ کے دادا محترم نے کن حالات

ہیں، کن قبائل کے ساتھ، کیسے کیسے پیچیدہ مسائل طے کیے۔ چونکہ میں آپ کا پڑوسی ہوں اور میں جانتا ہوں اچھی طریقے سے، عام لوگوں کو شاید خبر نہ ہو۔ اس کے مقابلے میں دو سو گنا خطرناک حالات تھے، آپ کے والد محترم نے وہ مسائل حل کیے اور وہ کرتے رہے، دادا محترم نے حل کیے لیکن آپ کو عام آدمیوں نے استعمال کیا اور تین منٹ میں، میں تو کہتا ہوں تین منٹ سے بھی تھوڑے وقت میں مسئلہ طے ہو گیا۔ اس لیے میری گزارش آپ سے یہ ہو گی کہ ہمیشہ بیٹے سے امید کی جاتی ہے کہ باپ کی طرف بھی دیکھے۔ آپ کے خاندان میں بڑی کشادہ دلی رہی ہے اور بڑے اچھے، برداشت کرنے کے جذبے رہے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں، ہمارا بھی حق ہے، اگر ہم کبھی تھوڑا سا بول لیں تو آپ اس کو سن بھی لیں۔ اگر ہماری موجودگی میں Bill pass ہوجاتا تو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ لیکن عزت مآب آپ نے یہ گوارہ نہیں کیا۔ جب ہم پہنچے تو یہاں سارا مسئلہ گل ہوچکا تھا۔ دروازہ ہی بند تھا۔

گزارش یہ کرنی ہے کہ یہ ایوان ہے، جب آپ بذات خود Chair میں بیٹھتے ہیں تو سب کے لیے برابر ہیں، آپ ہمارے بڑے ہوجاتے ہیں اور سربراہ ہو جاتے ہیں اور ہمارے لیے آپ کا احترام فرض بن جاتا ہے۔ لیکن براہ مہربانی تھوڑی نظر کرم ہم پر بھی کیا کیجیے۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ کی طرف سے کچھ ساتھی ہیں[XXXX]

جناب چیئرمین ۔ مہربانی کر کے ایسے references نہ کریں They shall be expunged from the record.

ڈاکٹر عزیز اللہ ساتکزئی ۔ جناب والا! آپ یہ صورتحال دیکھ رہے ہیں، اس قسم کا مسئلہ، میں حیران ہوگیا، جناب والا! ہمیں کھڑا کر کے ہمیں کہا جاتا ہے کہ حزب اختلاف والے، ہم حزب اختلاف والے نہیں ہیں، آپ کے خیرخواہ ہیں ۔ یہ وقت بتائے گا ۔ ہم نے ایک سال ضائع نہیں کیا۔ جناب والا! ہم نے تاریخ لکھی ہے ۔ سپیکر اسمبلی نے رولنگ دی تھی کہ LFO آئین کا حصہ بن چکا ہے لیکن وہ حصہ نہیں تھا، یہاں سے منظوری ہوئی تو حصہ بنا۔ ہم یہ منوانے میں کامیاب ہوگئے ہیں کہ یہ ایوان بالا ہے۔ ہم نے اس کی عزت اور تقدس کا پہرہ دیا ہے،

+ [XXX] These words are expunged by the orders of the Chairman.

آپ ہاں ہاں والے ہیں ۔

اس کے بعد جناب والا! اس اجلاس میں' میں نے دیکھا کہ ایک میجر یا کرنل نما آدمی جو وردی میں بھی نہیں تھا' یہاں داخل ہوا تو جناب والا! سب اٹھ کر کھڑے ہوگئے ۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ کون سا کرنٹ تھا جو ان کو لگ گیا۔ ہمیں جناب والا! وردی میں ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں ہے ۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ اگر ہمارا صدر ہوگا تو اس کو وردی اتارنی پڑے گی اور اس کا ہمارے ساتھ یہ معاہدہ ہے۔ جو لوگ اس کو وردی نہ اتارنے کا مشورہ دے رہے ہیں' اس کو کھائی میں پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ تاریخ کسی کو نہیں بخشے گی۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں کوئی آدمی آئےحقیقت حال کا اظہار کیا جائے۔ سو فیصد میرا اس پر اعتماد ہے۔ میں حق پر ہوں اور حق پر رہوں گا اور حق بات کرتا رہوں گا ۔ اس لئے میں نے یہ کہا کہ ہم حق پر ہیں۔ کم از کم ہمیں اختلاف رائے کا حق دینا چاہئیے۔ یہ نہ ہو کہ آپ بولیں کہ جناب نے یہ کہا' فلاں صاحب نے یہ کہا' یہ کون سی بات ہوئی جناب؟

جناب چیئرمین! میں آپ سے دوبارہ ' سہ بارہ بلکہ چار بار گزارش کرتا ہوں کہ خدا را! اس ایوان کو قومی اسمبلی نہ بنائیے۔ جو باہر سے آئے' تھوڑی سی حرکت کردے اور جناب! آپ نے اس کو الٹا کر دیا۔ خدا را! ایسا نہ کریں ۔ انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ ہیں ' گھبرائیں نہیں' حزب اختلاف آپ کے ساتھ ہے اور انشاء اللہ حزب اقتدار بھی آپ کے ساتھ ہو جائے گی۔ یہ یقین رکھیئے حق کی ہمیشہ حق والے حمایت کرتے ہیں' ناحق والے لوگ حمایت نہیں کرتے۔ جو ہمیشہ ہاں میں ہاں ملانے والے ہوتے ہیں۔ یہ بھاگنے والے لوگ ہوتے ہیں' یہ میدان میں لڑنے والے لوگ کبھی نہیں ہوئے' تاریخ نے یہ بتایا ہے کہ ہاں ہاں والے بھاگنے والے ہوتے ہیں ۔ جناب والا! میں آپ کا پانچویں بار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے سنا اور ان لوگوں نے بھی سنا۔ آپ کی بڑی مہربانی' شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ انور بیگ صاحب۔

Mr. Mohammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, first of all, I would like to narrate an incident to my honourable colleagues that happened in New Delhi, on the 6th of August, 1947 at the reception held for Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, by the Muslim officers of the Indian Army. Sir, by the 6th of August, 1947 Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah had already appointed the armed services chiefs of Pakistan, so there was crippling between the army officers and when Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah arrived at that reception, one of the army officers, went up to the Quaid-e-Azam and told him that sir, you should have consulted the army officers before appointing the armed forces chiefs. Sir, I would like to state that what Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah told that gentleman. The Quaid-e-Azam listened to him, pulled him by thebutton of his tunic and said, I don't know your name, but let me make it clear to you once for all that in Pakistan you shall be governed and commanded by an elected civilian authority and that there will be a democratic government and if you don't like it, don't opt for Pakistan.

Sir, this is what the Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah said to this nation Unfortunately, General Musharraf has ignored all the teachings of the Quaid -e-Azam. They have ignored all the messages he gave at the birth of this country to Pakistan and the Pakistan Armed Forces. Sir, I think a number of times, the Army dictators have abrogated the Constitution and ruined this country which we are all aware of. I just like to remind my honourable colleagues of the recent history of the military dictatorship. Ayub Khan imposed Martial Law in 1958, abrogated the Constitution,

massively rigged the elections against Mohtarma Fatima Jinnah and with what face this Government today, is celebrating Fatima Jinnah's year, I just don't understand what the present Government is upto. Then Ayub Khan gave birth to a Muslim League called Muslim League Convention and sir, I don't want to say the way General Ayub had to leave the power, the way people were screaming and the slogans which were in the streets of Pakistan, I would rather feel embarrassed, repeating those slogans, with this departure, the Convention Muslim League died and, unfortunately, General Ayub Khan did not hand over the power to the then Speaker of National Assembly but handed over to General Yahya Khan!. Sir, General Yahya Khan, every body is fully aware of his virtues and vices, as the man responsible for the break up of this country, upon his death was given burial with full military honour. I think, sir, it is a matter of shame. Then General Zia toppled an elected government of Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto, suspended the Constitution and under the garb of Islam ruled this country for ten years and gave gun-culture, kalashinkov-culture, fundamentalism and finally he judicially murdered an elected Prime Minister Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto and more recently, as you are aware Mr Chairman, a retired judge of the Supreme Court who was involved in the judgement of the Supreme Court publicly admitted that it was a judicial murder. Sir, and finally we all know what happened to the dictator who hanged an elected Prime Minister. Sir, General Musharraf, I think he should learn from history and when he came into power, he toppled an elected government. He promised this nation according to his speech of the 17th of October, 1999

and I just like to read couple of lines. "the process of accountability is being directed specially towards those guilty of plundering and looting the national wealth and tax evaders. It is also directed towards the loan defaulters and those who have had the loan rescheduled or condoned". Sir unfortunately, today all the corrupt and *NAB zada* people are sitting in the Cabinet. Sir, could you please tell the honourable friends to sit down. He then massively rigged the elections, he had a fraud referendum and he made specific laws to debar former Prime Minister Ms.Bhutto. Sir,

جناب چیئرمین: بیگ صاحب وقت کا بھی ذرا خیال رکھ لیجئے۔

Mr. Mohammad Enver Baig: Thank you sir, and now eventually, the last manufacturing was done as PML(Z).

جناب اب آگے چل کر January 1st سے پتا نہیں PML کے کون کونسے نئے نام آئیں گے۔

As far as the National Security Council Bill is concerned Mr.Chairman, I just don't understand who are his well wishers, who has given him this idea of National Security Council Bill. He is in total command as a Military Dictator of this country. He is holding meetings with the Finance, NFC, the Education, the Water & Power and the Prime Minister is just sitting in the Prime Minister House probably having

فالسے کا جوس

all the time. Sir, the best thing for the Government is to do away with the job of the Prime Minister and just run the............

Mr.Chairman: Please try to conclude.

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, give me two minutes time more. Sir, I would request if I were friend of General Musharraf, I would just tell him rather than putting this National Security Bill on our heads, the best thing for him and it will, in fact, help him, he should just walk out to the Election Commission of Pakistan on Monday morning and he should get the Pakistan Military registered as a political party and I think that is the end of the story. I think

کب تک یہ فساد چلے گا

How long he will continue telling the poor people of Pakistan that we are giving you democracy under the garb of National Security Council Bill. Sir, I don't think Mr. Musharraf needs any enemies at all.

Mr. Chairman: Baig Sahib, please be seated now.

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, I will just take couple of seconds sir. As far as the uniform controversy is concerned, I am surprized and shocked that there are three versions in the National Media. The Government spokesman is saying that he will stand by the 17th Amendment. General Musharraf in his interview at hard talk was non-committal. Mr. Jamali, the Prime Minister is saying that leave it to the discretion of the President.

Sir, for God's sake, General Musharraf is committed as per the 17th Amendment, he has to take out the uniform on the 31st night of December, 2004 and sir let me also tell you, heavens will not fall if Mr. Musharraf takes off his uniform.

ماشاء اللہ Pakistan army میں بڑے اچھے قابل جرنیل ہیں

who can take over from General Musharraf and they can do a wonderful

job as well.

جناب چیئرمین: بیگ صاحب آپ بیٹھیں اور دوسروں کو بھی موقع دیں۔

Mr. Muhammad Enver Baig: I don't feel that there is any need for General Musharraf to worry that if General Musharraf is not on that Chair, Pakistan, God forbid, is going down the train. Everybody has to die one day. That does not mean that Pakistan is going down the train.

Mr. Chairman: Please be seated. You have taken more time.

Mr. Muhammad Enver Baig: I will just take one minute. I will just like to mention one thing.

جناب چیئرمین: بیگ صاحب ٹائم بہت ہو گیا ہے۔ You should keep in mind the time جو agreed بات ہے اسی پر چلیں۔

Mr. Muhammad Enver Baig: I will take just one minute from you. sir, I would like to put on record as to what the military dictators have done to the elected people of this country. Mr. Zulfiqar Ali Bhutto was murdered judicially, the man who gave the bomb, the nuclear bomb.

جس کی وجہ سے آج deterrent ہمارے پاس ہے۔

Nawaz Sharif Sahib who detonated the bomb has been sent in forced exile. Dr. A.Q. Khan who gave the bomb to this country is today humiliated, insulted.

Mr. Chairman: Be seated please. Dr. Shehzad Wasim.

Mr. Muhammad Enver Baig. Just one minute sir.

جناب چیئرمین: ابھی اور speakers بھی ہیں، دونوں طرف سے رہتے ہیں۔ اس لئے بیٹھ جائیں۔ بیٹھیئے۔ جی شہزاد وسیم صاحب۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: ان کو بٹھائیں .sir please ان کا کاغذ ختم ہو گیا ہے۔ انہیں کہیں اب بیٹھ جائیں۔

جناب چیئرمین: بیٹھ جائیں۔ جی ڈاکٹر شہزاد وسیم۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: بہت بہت شکریہ۔

(مداخلت)

مسز آغا پری گل: جناب یہ کیسے مسلم لیگ کے بارے اتنے غلط الفاظ بول رہے ہیں۔ مسلم لیگ ہی نے تو بھٹو کو جنم دیا ہے۔یہ آج کھڑے ہو کے مسلم لیگ کے بارے غلط بول رہے ہیں۔

Dr. Shehzad Wasim: Thank you very much, Mr. Chairman for giving me the floor.

ابھی انور بیگ صاحب کی طرف سے بڑی interesting گفتگو ہوئی ۔ کامل صاحب نے ایک طرف اشارہ بھی کیا تھا کہ جانب کاغذ پڑھنے کی اجازت نہیں ہے مگر کامل صاحب ہماری طرح کافی سادہ ہیں۔ ان کو اب تک یہ معلوم ہو جانا چاہئیے تھا کہ جو ان کے پاس مسودہ باہر سے آتا ہے ان کی مجبوری ہوتی ہے کہ اس کو من وعن یہاں پر بیان کر دیا جائے۔اس میں حیرانی کی اتنی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ابھی یہاں پر ایک بڑا sermon دیا گیا جمہوریت کے اوپر اور جمہوریت کے نام پر ایک مرتبہ پھر مختلف اداروں کو تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ بدقسمتی کے ساتھ ہمارے ہاں جمہوریت کے لفظ کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا جو کہ love کے word کے ساتھ ہوا کہ آپ اس کے cover میں جو مرضی کرتے پھریں۔ جن مارشل لاؤں کی بات انہوں نے کی۔ ایوب خان سے شروع ہوئے ۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ وقت کم ہے ۔ صرف یہی بتاؤں گا کہ کل تک جن کو ڈیڈی کہتے تھے انہی کے خلاف آکر آپ نے وہ الفاظ بلوائے ، جن کو آپ نے خود یہاں بیان کرنے سے معذرت کی ۔

جناب! جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے ۔ اس ملک میں جمہوریت کا ایک

دھوپ چھاؤں کا کھیل چلا آ رہا ہے ۔ اور بارہا یہ سیاسی مفادات ' اور سیاسی مفادات کے بادل جنہوں نے ہمیشہ جمہوریت کی کرنوں کو اس دھرتی کو منور کرنے سے روکا ہے ۔ ہمیشہ جمہوریت کے نام پر یہاں پر شخصی اقتدار کو طول دینے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جمہوریت کے نام پر یہاں پر پارٹیاں قائم ہوئیں اور ان میں شخصی آمریت کا راج ہوا ۔ جمہوریت کے نام پر یہاں پر مختلف اداروں کی تذلیل کی گئی ۔ پارلیمنٹ سب سے بالا دست ادارہ ہے ۔ مگر ایک ادارے کی بالادستی دوسرے اداروں کی نفی نہیں ہوتی ۔ آپ ماضی کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ دن کی روشنی میں یہاں جو ہمیں جمہوریت کا سبق پڑھاتے ہیں ۔ رات کے اندھیروں میں کالے شیشوں والی گاڑیوں میں جرنیل یاترا بھی وہی کرتے ہیں ۔ دن کی روشنی میں یہاں پر دھرنے سٹیج کئے جاتے ہیں ' لانگ مارچ کے پروگرام تیار کئے جاتے ہیں ۔ اپنی سیاسی مخالف حکومتوں کو گرائے جانے کے تانے بانے بنُے جاتے ہیں ۔ اور اپنی سیاسی حکومتوں کے گرنے پر شادیانے بجائے اور مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں ۔ جب یہ حالات ہوں تو کیا ایک ایسے forum کی ضرورت نہیں ہے جہاں پر تمام اداروں کی نمائندگی ہو ' جہاں پر تمام صوبوں کی نمائندگی ہو ' جہاں پر رات کے اندھیرے کے بجائے دن کی روشنی میں عوام کے سامنے تنازعات کو مشاورت سے حل کیا جائے ؟ اور اس مشاورت کے عمل میں جو تجاویز ہوں ان کو سب سے بالادست ادارے پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے ۔ کیا یہ غلط ہے ؟ اگر یہ غلط فہمی ہے تو مخالفت کیوں ؟ مخالفت سمجھ میں آتی ہے ۔ اس لئے کہ جمہوریت میں حکومت اور اپوزیشن دونوں کو اپنا role play کرنا ہوتا ہے ۔ مگر اپوزیشن کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ صبر و تحمل کے ساتھ پانچ سال حکومت کو کام کرنے کا موقع دے اور اس کی رہنمائی کرے ' نہ یہ کہ اس کے خلاف سازشوں کا تانا بانا بنُے ۔ اگر یہ ایک نکتہ آج ہم سمجھ لیتے ہیں ۔ آج اس پر متفق ہو جاتے ہیں تو پھر کسی forum کی ضرورت نہیں رہتی ہے ۔ میں آج اپوزیشن کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ پہلے قدم کے اور بارش کے پہلے قطرے کے طور پر آج اس floor پر یہ commitment دیں کہ چاہے ہمارے اختلافات کیسے ہی کیوں نہ ہوں ' آپ اس حکومت کو پانچ سال پورا کرنے کے لئے بھرپور معاونت کر رہے ہیں ۔ یہ مشکل ہے ' میں جانتا ہوں ' اس لئے کہ جو لوگ یہ مسودات یہاں بھیج رہے ہیں ۔ ان کو بڑی جلدی ہے ۔ صبر

تھوڑا مشکل کام ہے۔

National Security Council کے بل پر کیوں بلبلایا جا رہا ہے؟ اس لئے کہ وہ سارے short cut ختم ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس لئے کہ آج یہ غیرمتحدہ اپوزیشن ہے۔ اس کے لئے ایک اور مصیبت کھڑی ہو جائے گی کہ اس کے اندر اپوزیشن کا نمائندہ بن کر کون بیٹھے گا۔ آپ دیکھیئے گا آج جو اس کی مخالفت کررہے ہیں کل یہی باہم دست و گریباں ہوں گے، وہاں پر کرسی پر بیٹھنے کے لئے۔

جناب والا! کھوسہ صاحب نے کل اپنی تقریر میں جمہوریت کے پودے کے حوالے سے ایک بڑی اچھی مثال دی تھی کہ بار بار اس کو اٹھایا جاتا ہے، دیکھا جاتا ہے کہ یہ جڑ تو نہیں پکڑ رہا۔ تو میں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اسی وجہ سے اس نا خلف بچے سے بچنے کے لئے ہم اس National Security Council کے ذریعے اس پودے کے گرد ایک جنگلا لگانا چاہتے ہیں۔ اور پودے وہی بڑھتے ہیں جن کے گرد کچھ دیر کے لئے جنگلا لگایا جاتا ہے اور جب وہ پودا مضبوط ہو جاتا ہے اپنی جڑیں پکڑ لیتا ہے، تو پھر ان جنگلوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

جناب! ایک بات، یہاں پر بارہا حقائق غلط طریقے سے بیان کرنے کی کوشش کی گئی۔ میں ببانگ دہل آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آپ نے جتنے تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا ہے، پتا نہیں آپ روزانہ کتنے گلاس پانی پی کر اس ایوان میں تشریف لاتے ہیں، ہمارے لئے غالباً یہ ممکن نہ ہو۔ آپ نے ان کو موقع دینے کے لئے کئی مرتبہ ہمیں بھی elbow out کیا ہے، اس لئے کہ ایوان خوش اسلوبی سے چلے۔ مجھے یاد ہے کہ جب پہلے دن آپ نام پکار رہے تھے تو یہاں پر ہمارے اپوزیشن والے دوست نیم دراز تھے اور آدھے ہاتھ اٹھا کر کہہ رہے تھے کہ جی میں کل بولوں گا۔ جناب! یہ قانون کے ساتھ مذاق نہیں ہے کہ جب آپ کو ایک موقع دیا جا رہا ہے تو چونکہ آپ اس وقت نیم خوابی کی کیفیت میں مبتلا ہیں اور آپ کا موڈ نہیں ہے تو آپ کل بولیں گے۔ اس کے بعد جب کل آتی ہے تو آپ ہر دو منٹ کے بعد واک آوٹ کر جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو، Leader of the House کو special conveyance allowance بھی دینا چاہئے، جتنی ان کی دوڑ لگتی ہے، ان کو ہر دو

منٹ کے بعد واپس لانے کے لئے۔

جناب! یہاں پر کہا گیا کہ ہم دو قدم کے فاصلے پر تھے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! میں ختم کر رہا ہوں۔ یہاں کہا گیا کہ ہم دو قدم کے فاصلے پر تھے اور قومی اہمیت کے معاملے کو نمٹا دیا گیا تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ دو قدم کے فاصلے پر تھے اور یہ قومی اہمیت کا معاملہ تھا تو آپ کی انا کیا اتنی بڑی تھی کہ آپ وہ دو قدم اٹھا کر واپس House میں آنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ واپس House میں آکر اپنی بات کریں۔ Leader of the House نے تو اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا' انہوں نے تو اپنی انا کو کسی چیز پر بھاری نہیں ہونے دیا اور انہوں نے آج اس کا اعتراف بھی کیا ہے۔

دوسری بات ہوئی کہ اس کو تین منٹ کے اندر نمٹا دیا گیا۔ جناب! 1985 سے National Security کا معاملہ زیر بحث ہے' اس سلسلے میں مختلف آراء اور تجاویز آئیں' پھر اس کے بعد جب یہ Bill کی صورت میں پیش ہوا تو اس پر سیر حاصل گفتگو ہوئی' پھر جب یہ اس ایوان میں آیا تو طے شدہ پروگرام کے مطابق اس پر گفتگو ہوئی' ہاں! ayes کہنے میں تین منٹ ضرور لگے تھے۔ جناب! یہاں پر زیادہ تر لوگ زندگی کے اس لمحے سے گزرے ہونگے' جب ان سب نے بھی" قبول ہے' قبول ہے' قبول ہے کہا تھا" اس وقت بھی تین منٹ ہی لگے تھے لیکن ان کو پتا ہے کہ اس کے پیچھے کتنی ریاضت کارفرما تھی' اسی طرح eyes کہنے میں بھی تو تین منٹ لگتے ہیں' جس طرح نکاح میں قبول ہے کہنے میں تین منٹ لگتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: چھ منٹ ہوئے ہیں' ختم کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شہزاد وسیم: مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس کے پیچھے وہ ریاضت نہیں ہے۔ جناب! ان کو کہیں۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please try to conclude.

ڈاکٹر شہزاد وسیم: آخر میں، میں صرف یہی پیغام چھوڑ کے جانا چاہوں گا کہ

آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے، قوموں کی زندگی میں

جناب چیئرمین: سینیٹر کوثر فردوس۔

ڈاکٹر کوثر فردوس: شکریہ جناب چیئرمین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ National Security Council کا Bill منظور ہو گیا ہے، اس کو منظور ہونا ہی تھا، اکثریت تھی، لازم تھا کہ منظور ہو جاتا، بس ایک رسم دنیا تھی کہ ہم نے بھی یہاں آنا تھا اور اظہار خیال کرنا تھا۔ جناب! اگر موقع دے دیا جاتا تو میرا خیال ہے کہ یہ بدمزگی جو پیدا ہوئی ہے نہ ہوتی۔ آج ایوان کی کارروائی چلتی رہتی اور آپ کو بھی سینیٹ کی تاریخ میں پہلی دفعہ اجلاس آدھے گھنٹے کے لئے موخر کرنا پڑا ہے، کارروائی روکنی پڑی ہے، شاید وہ نہ کرنا پڑتا۔ میری گزارش صرف اتنی ہے کہ ہم اگر ہم آہنگی پیدا کرنے کی طرف ہی بڑھیں تو یہ ہمارے ملک کی جمہوریت کے لئے بہتر ہو گا۔

جناب! بات صرف اتنی تھی جو ہم کہنا چاہ رہے تھے، آپ کے گوش گزار کرنا چاہ رہے تھے، کہ یہ ایک اہم معاملہ ہے کہ فوج کو اپنے اس جمہوری ادارے میں مستقل شمولیت دی جا رہی ہے۔ کہا جا رہا ہے، نہیں، معمولی بات ہے، صرف مشورے کا forum ہو گا۔ جناب! مجھے وہ مثال یاد آرہی ہے کہ اونٹ نے خیمے والے سے جگہ مانگی کہ مجھے تھوڑا سا سر اندر کرنے کے لئے جگہ دے دو، پھر اس کے بعد آہستہ آہستہ اونٹ اندر تھا اور خیمے والا باہر تھا۔ کہیں ایسا ہی نہ ہو کہ یہ جو ہم نے ابتداء کی ہے اس کی انتہاء یہ ہو جائے۔ یہاں پر کہا یہ جا رہا ہے کہ یہ مشورے کا forum ہے۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ مشورہ دینے والا بیتاب ہے یا مشورہ لینے والے کی ضرورت ہے کہ وہ مشورہ ہے۔ یہ مشورہ کہاں سے آیا، نیشنل سیکورٹی کونسل کے بل کی ابتداء کہاں سے ہوئی، یہ LFO کا حصہ تھا جس کو لمبی ریاضت کر کے موخر کرایا گیا کہ اس میں شامل نہیں ہو گا۔ یہ میرے ایوان کے اُس طرف بیٹھنے والوں نے تو ابتداء نہیں کی تھی کہ ہمیں کوئی مشورہ چاہیے، یہ تو کسی اور کا اصرار ہے، یہ تو کسی اور کی خواہش ہے کہ جس کی تکمیل

میں ہم لگے ہوئے ہیں۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ کل جب وہ مشورہ نیشنل سیکورٹی کونسل سے یہاں پر آئے گا تو ہم آزاد ہوں گے، ہم چاہیں تو اس کو منظور کریں چاہے نہ کریں۔ جناب! وہاں تو نیشنل سیکورٹی کونسل میں چار لوگ بیٹھے ہوں گے اور وہ مشورہ ہو کر آئے گا۔ یہاں تو کوئی سامنے بھی نہیں ہے لیکن ہم کتنے آزاد ہیں کہ ہم اس کو reject کر سکیں یا نہ کر سکیں، ہم کتنے آزاد ہیں کہ ہم حزب اختلاف کو ہی اس پر بولنے دیں، ہم کتنے آزاد ہیں کہ اس کی جُزیات ہی صحیح کرا دیں، ہم کتنے آزاد ہیں کہ ہم اپنے دل کی بات اپنی زبان سے تو نہیں کہہ سکتے تو کچھ دوسروں کو ہی اظہار کر لینے دیں۔

جناب! مجھے ڈر ہے کہ جس کو ہم مشورے کا forum کہہ رہے ہیں وہ مشورے کا forum نہیں ہوگا اس لئے کہ مشورہ expert سے لیا جاتا ہے، جو اس میدان کا expert ہوتا ہے اس سے مشورہ لیا جاتا ہے۔ MBBS، FCPS، MRCOG، امریکہ، برطانیہ کی تمام ڈگریاں رکھنے والا ڈاکٹر بھی اس کا اہل نہیں ہوتا کہ وہ finance کے Minister کا مشیر بن جائے اس لئے کہ جو اپنے میدان کی مہارت ہوتی ہے اسی کے مشورے valid ہوتے ہیں۔ یہاں پر بھی ہماری فوج الحمد للہ، مجھے اس پر فخر ہے اور میری دعا ہے کہ اللہ اس ادارے کو قائم رکھے اور بہترین انداز میں اس کی اور ترقی ہو، یہ ہمارے لئے قابل فخر ہے، وہاں پر جیسا discipline ہے، جیسی ان کی مہارت ہے وہ پوری دنیا میں مسلمہ ہے اور فوج کا ادارہ سب کو اتنا ہی عزیز ہے، وہ کوئی حزب اقتدار کا ادارہ نہیں ہے یا حزب اختلاف اس کی مخالف نہیں ہے، وہ ہم سب کا ادارہ ہے لیکن جناب expertise اپنے اپنے میدان کی ہوتی ہے اور جب اس کو دوسرے میدان میں داخل کر لیا جاتا ہے تو دونوں کی کمزوری ہوتی ہے۔ اس جمہوریت کی بھی کمزوری ہو گی اور ان کے اپنے میدان میں بھی کمزوری ہو گی کیونکہ جو مشورے وہاں پر چاہیں وہ وہاں نہیں ملیں گے۔

جناب! دوسری بات یہ کہ مشورے کے forum میں عام طور پر تو یہی ہوتا ہے کہ تقریباً ملتے جلتے calibre کے لوگ بٹھائے جاتے ہیں۔ یہاں کیا ہوگا، اس نیشنل سیکورٹی کونسل میں کونسے calibre اور کونسے status کے لوگ بٹھائے جائیں گے۔ ایک آپ کے نمائندے جو منتخب ہو کر آئیں، جن کے لئے آپ نے معیار B.A رکھا ہوا ہے اور 70% گاؤں میں رہنے

والی آبادی میں سے آج نہیں تو کل ہم توقع رکھتے ہیں کہ ان کے حقیقی نمائندے اس ایوان میں پہنچیں گے۔ جناب! وہ بہت سادہ اور دیہاتی طرز کے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے ہو سکتا ہے کالج سے بھی B.A نہ کیا ہو، private کیا ہو، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا کرائے کا مکان ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے پاس کوئی چوکیدار بھی نہ ہو، کوئی دربان بھی نہ ہو، ان کی Security کا بھی کوئی انتظام نہ ہو۔ یہ ہو سکتا ہے ممکن ہے کوئی ایسے نمائندے آئیں گے اور وہ نمائندے جب اس forum میں بیٹھیں گے جہاں پر ہمارے وہ لوگ جو Chief of Staff اور Joint Chief of Navel Staff وغیرہ اور وہ سارے جرنیل، ان کا ایک اداراجاتی تجربہ ہے، ان کو پورے طور پر سکھلایا جاتا اور یہ بڑی اچھی بات ہے، ان کا کاکول اور ایبٹ آباد میں بہت اچھا institutional تجربہ ہوتا ہے، ان کو command اور order آتا ہے، ان کو اس کے رموز سکھائے جاتے ہیں، ان کی ایک job security ہے، ان کو ایک تحفظ ہے۔ جناب کس طرح سے ہو گا کہ وہاں پر پوری بات رکھی جا سکے گی، کیسے ہو گا کہ آزادانہ رائے دی جا سکے گی۔ مجھے شک ہے کہ اس پر عمل نہیں ہو پائے گا اور یہ ادارہ فیصلے کرنے والا ادارہ ہی بنے گا اور اس میں رائے دینے والی بات نہیں ہو پائے گی۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

ڈاکٹر کوثر فردوس: جی اچھا۔ یہ جو کہا گیا، اس پر میرا خیال تھا کہ کم از کم اس پر تو کوئی اعتراض کر لیا جاتا، اس کی تو اصلاح کرا دی جاتی کہ صدر اجلاس اپنی صوابدید پر یا وزیر اعظم کے مشورے سے طلب کرے گا یہ تو ٹھیک ہو گیا۔ کونسل سے ایک یا ایک سے زائد ارکان کے عہدے خالی ہونے کے باوجود کونسل کا اجلاس طلب کر لیا جائے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ کونسل کا ایک بار طلب کردہ اجلاس دو یا زائد ارکان کی عدم موجودگی کی بناء پر بھی ملتوی نہیں کیا جائے گا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ کونسل بذریعہ دعوت کسی بھی شخص کو اپنے اجلاس میں شرکت کے لئے بلا سکتی ہے۔ جناب چیئرمین! اس کی شکل کیا بن سکتی ہے؟ اگر کوئی بنانا چاہے تو بالکل ایک ایسا forum بنے گا جس میں جو نام دیے گئے ہیں وہ افراد بھی اگر نہیں

ہیں تو نہ ہوں کوئی مجبوری نہیں ہو گی کہ ان کو بلایا جائے۔

جناب چیئرمین! میں یہ کہنا چاہتی ہوں اور میری دعا یہ ہے کہ ایسا نہ ہو مگر میرا گمان یہ ہے کہ یہی ہو گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جمہوری سفر بار بار رکے گا اس لئے ترکی بھی اس کی مثال ہے جیساکہ یہاں پر بیان کیا گیا ہے کہ وہاں پر جب فوج آئی تو اس نے جمہوری حکومتوں کو نہیں چلنے دیا۔ ابھی ہماری فوج باہر ہے لیکن حکومتیں دو، ڈھائی سال سے زیادہ نہیں چل پاتیں۔ جب خود ایک ادارے کے اندر اختیار ہو گا اور افراد بیٹھیں ہوں گے تو کہیں گے کہ" نااہل ہی" ۔ "نہیں چل پا رہا ہے"۔ اس میں کچھ حقیقت بھی ہے کہ ہمارے سیاستدان بہت ساری چیزوں میں کمزور ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اصل مرض یہاں پر ہمارے سیاسی نظام کی کمزوری تھا۔ اس کو مستحکم کیا جانا چاہیئے تھا۔ مرض یہاں پر فوج کے ادارے کی مضبوطی اور اس کو مزید مضبوط کرنا نہیں تھا بلکہ علاج اس وقت وہ ہو رہا ہے جوکہ علاج نہیں بنتا تھا۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہوں گی------

جناب چیئرمین: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں ۔ کیونکہ time تھوڑا ہے اور بھی speakers ہیں۔

ڈاکٹر کوثر فردوس: جی بالکل ٹھیک ہے۔ فوج کے ادارے کی مشاورت کی اگر یہاں پر ضرورت ہے تو پھر اس کو ملک کے ہر سطح پر داخل کر دیا جائے گا اور ایسا کرنے کے لئے ایک تحریک پیدا کرنی ہوگی۔ آپ کے ضلعی نظام میں بھی کور کمانڈر کا ایک حصہ ہونا چاہیئے۔ شاید آگے چل کر اس کی ضرورت پڑے گی۔ جناب چیئرمین! ایک بات میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ ہم ہمیشہ سے سنتے آ رہے ہیں کہ کوئی بھی فوج سے تعلق رکھنے والا سیاست میں حصہ نہیں لے گا۔ تو پھر اس پابندی کو Parliament Act کے تحت ختم کرا دیجیئے تاکہ آئین میں یہ دو چیزیں موجود ہیں کہ وہ ایک طرف حلف اٹھاتا ہے کہ وہ سیاست میں بھی حصہ نہیں لے گا جبکہ دوسری طرف یہاں پر وہ سیاست میں وہ سب حصہ دار بھی ہوں گے۔ یہ تو ایک تضاد بنتا ہے اس تضاد کو ختم کیا جانا چاہیئے۔ ایک بات اور ہے------

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں ۔ بہت زیادہ وقت لے لیا۔ جمعے کا وقت ہو رہا ہے

اور بھی speakers ہیں۔ ابھی دس منٹ ہیں۔ دس منٹ میں ختم ہو جائے گا۔ مارگلہ روڈ پر دو بجے نماز ہوتی ہے۔ جی طارق عظیم صاحب۔

Mr. Tariq Azeem Khan: Mr. Chairman! I must congratulate Leader of the House in being so magnanimous in apologizing for mistake made albeit unintentionally and also congratulate Professor Khurshid in being gracious enough to accept his apology. Mr. Chairman! I also congratulate the Opposition for being able to sell their story to the press that the whole thing was concluded in 3 and half minutes. And as already has been said in fact it was after 6 hours and 41 minutes of debate and their inability to take Floor when you called them. Mr. Chairman! I would have a thought that the Opposition would have welcomed this totally innocuous Bill rendered even more impotant by the amendment moved by MQM. Sir, as it has said in the Preamble and its text, "It is a consultation, and counsultation only doesn't confer any extra powers on the President". Sir, it has been said here that other forums exist and the DCC or the Defence Committee of the Cabenit as well as the Committee of the Joint Chief's has been quoted. Sir, in DCC itself there is no representation of the Provinces because we don't have the Chief Ministers of the Provinces sit on DCC, nor the Leader of the Opposition. Similarly, in the Joint Chief's Committee meeting no civilian is invited, Whereas in this case we have a majority 9:4 of the civilians sitting on this. And I believe by saying that the people were sitting there, elected Leaders including the Leader of the Opposition. Opposition is showing bad faith and prejudging the issue and in fact they

are saying that they don't have any confidence in their own elected Leaders. Sir, with more than 2:1 majority on this body, I think they can very well look after themselves. Sir, it doesn't decrease the powers of the Parliament. If at all it enhances their powers, it has just been said that the Opposition, given the first chance, will delete this Act. Sir, I do not understand how come that the creator i.e. the parliament is not strong than its creation, a body that can create something and can delete it, surely it is more powerful. I also like to say sir that somehow we have gone away from the agreement. Sir, there was an agreement that was reached between M.M.A and the Government. It clearly stated that the Bill itself, which is now being presented here, infact, it was part, it was made part of the Consitution, Article 152(a) of the Constitution actually had National Security Council but we stuck by our agreement and it was deleted from the Consitution under a tacit agreement and understanding with the Opposition that it will be brought here and the Opposition will help us put it through the Parliament. We did that and sadly Opposition failed to live up to its promise. I Just like to say this much sir, thank you very much.

جناب چیئرمین : ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، جناب محمد اکرم please keep it very brief

جناب محمد اکرم : جناب چیئرمین، میں نیشنل سیکیورٹی کونسل بل کے successful passage پر معزز صدر صاحب، پرائم منسٹر صاحب، آپ جناب کو، تمام قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نیشنل سیکیورٹی بل کا introduction ایک نہایت ہی جرأت مندانہ فیصلہ تھا۔ اس کو introduce کیا گیا۔ اس پر ٹھیک ٹھاک بحث ہوئی، اس کو explain کیا گیا، اس کو analyse کیا گیا، discuss کیا گیا، voting ہوئی اور یہ کامیاب ہوا۔ جناب چیئرمین! یہ

بل کیوں ضروری تھا۔ وہ اس لئے ضروری تھا کہ اس ملک کو بنے ہوئے پچاس سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، بد قسمتی سے کسی حکومت نے اس پر توجہ نہیں دی کہ کوئی ایسا نظام introduce کیا جائے جو ہماری ترقی، ہماری سلامتی اور ہماری بقا کا ضامن بنے۔ یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا کہ نیشنل سیکیورٹی کونسل کی form میں، ایک system میں تبدیلی لانے کی کوشش کی گئی۔ change بہت ضروری سمجھی جاتی ہے، چاہے وہ حکومتی سطح پر ہو یا کسی بھی سطح پر ہو۔ میں اس حوالے سے ایک سمجھدار آدمی کی بات دہرانا چاہوں گا جس میں اس نے پاگل پن کو define کیا اور اس نے یہ کہا کہ doing the same thing every single day and expecting a different result is insanity پاگل پن یہی ہوتا ہے کہ روزانہ ایک ہی چیز کی جائے اور نتائج مختلف expect کئے جائیں۔ ہماری حکومت نے change لانے کے لئے ایک نیا system introduce کیا اور اس کو اس پارلیمنٹ میں لا کر اس پر بحث کی اور اس کو کامیاب کروایا۔ نیشنل سیکیورٹی بل جمہوریت کی strength کا ضامن ہے۔ It is a step towards the National integrity of this country, continuation of Assemblies and their integrity حکومتیں پہلے بھی آئیں، مارشل لاء پہلے بھی لگے، پھر حکومتیں آئیں، پھر مارشل لاء لگے اب کم سے کم وہ خدشات ہمارے دور ہوگئے ہیں۔ ہمارے Leader of the House نے اس چیز کو acknowledge کیا ہے جو کچھ concern ہمارے اپوزیشن کے بھائیوں نے raise کئے ہیں۔ اس میں time factor کہا گیا، اس میں بحث کے اوپر کہا گیا، موقع نہیں ملا بات کرنے کا، جبکہ ہر شخص یہاں پر گواہ ہے کہ آپ نے ان کو پورا پورا موقع دیا اور انہوں نے اس موقع کو ضائع کیا اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ دوسرے دن کہنا چاہ رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اس قسم کی کوئی کمی نہیں رہی۔

جناب چیئرمین ! process ہو چکا ہے، کوئی حق تلفی کسی کی نہیں ہوئی۔ پورا پورا موقع دیا گیا ہے بلکہ بحث و مباحثہ آج بھی جاری رہا ہے۔ اس موقع پر میں یہ بھی یاد کروانا چاہوں گا کہ ہمارے ایک بھائی نے کہا کہ National Security Council میں صوبوں کی representation نہیں ہو ئی ہے۔ بلوچستان کے حوالے سے بھی بات ہوئی ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے صوبے کی خوش قسمتی ہے کہ ہمارا Prime Minister, along with

the Chief Minister ہمارے صوبے کو represent کر رہا ہے ۔ چیئرمین صاحب ! اس سے زیادہ میں کیا expect کر سکتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : بلیدی صاحب ! please do not interrupt ۔ آپ انہیں سنیں ۔ وہیں سے elect ہو کر آئے ہیں ۔ وہاں کے M.P.As نے vote دیئے ہیں۔

جناب محمد اکرم : یہ آپ کا کام نہیں ہے۔ آپ مہربانی کرکے مجھے continue کرنے دیں۔

جناب محمد اسلم بلیدی : جناب چیئرمین!---

(مداخلت)

جناب چیئرمین : بلیدی صاحب ۔ disturb نہ کریں please continue with your speech.

جناب محمد اکرم : جناب والا ! Leader of the House has acknowledged very clearly the concern of the Opposition. لیکن میں کہوں گا کہ process complete ہو چکا ہے۔ کسی قسم کی کوئی حق تلفی نہیں ہوئی ہے اور اب میری صرف یہی گزارش ہے کہ ہم یہاں آتے ہیں اور وہ بھی آئے ہیں، ہم نے انہیں اپنے موقف کے اظہار کا پورا پورا موقع دیا ہے۔

جناب چیئرمین: چونکہ time تھوڑا ہے .please try to conclude

جناب محمد اکرم : جناب والا ! tax payers کے کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں ۔ اس ہاؤس کا روزانہ اجلاس ہوتا ہے۔ یہاں بحث مباحثہ ہوتا ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ اب اس issue کو چھوڑ کر آگے بڑھیں۔ مل جل کر کام کریں۔ لوگ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اس طرح سے ہمارا مذاق اڑے گا ۔ جناب چیئرمین ! اگر اسی طرح سے حالات رہے تو میرا خیال ہے کہ یہ قوم دوبارہ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی That is all what I wanted to say.

جناب چیئرمین: چوہدری محمد انور بھنڈر۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میں کوئی اس Bill پر بات نہیں کرنا چاہتا۔ یہ تقریر کا وقت نہیں ہے۔ جمعہ کی نماز کا وقت ہو رہا ہے۔ تاہم اپنی مختصر گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے بھی بہت ساری باتیں کرنا تھیں لیکن Bill پر بات کرنے کی stage گزر چکی ہے۔ اس لئے آج Bill پر بات کرنا out of order ہوگا اور قانون اور procedure کے مطابق نہیں ہوگا۔ اس لئے اس پر بات نہیں کروں گا۔

جناب والا! میں اپنے قائدحزب اقتدار کے اس بیان کا خیرمقدم کرتا ہوں۔ جس فراخ دلی کا انہوں نے ثبوت دیا ہے، جس طرح سے اس ہاؤس میں اعتراف کیا ہے اور جس طرح انہوں نے Opposition کو approach کیا ہے، اس پر میں ان کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ Opposition کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے جس فراخ دلی کے ساتھ، جس interest کے ساتھ، جس دلچسپی کے ساتھ اپنے تمام گلے اور شکوے دور کئے ہیں اور ایوان میں تشریف لائے ہیں اور ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لیا ہے، وہ قابل تعریف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی ہی افہام وتفہیم کی فضا ہونی چاہیے۔ اسی طرح سے ہم سینیٹ اور اس کارروائی کو زیادہ بہتر بنا سکتے ہیں اور زیادہ کار آمد بنا سکتے ہیں۔

جناب والا! میں صرف دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ نمبر ا۔ یہ کہ جہاں تک walk out کا تعلق ہے، یہ ایک دستوری طریقہ ہے۔ Opposition کا حق ہے، جس وقت وہ چاہیں، کسی بھی معاملے پر walk out کر سکتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا معاملہ ہے۔ ایک boycott of the proceeding of the day، دوسرا boycott of the Session اور تیسرا token boycott ہوتا ہے۔ یہ تین چیزیں ہیں جو ہماری پارلیمانی زندگی میں اکثر رونماہوتی ہیں۔ جہاں تک token walk out کا تعلق ہے، token walk out کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم token walk out کرتے ہیں، Opposition باہر جاتی ہے اور ازخود واپس آ جاتی ہے۔ دوسرا طریقہ boycott for the day ہے، اس میں یہ ہوتا ہے کہ حزب اقتدار کی طرف سے ممبران یا حزب اقتدار کے لیڈر ان کے پاس جاتے ہیں اور انہیں request کرتے ہیں کہ آپ واپس آ جائیں۔ اجلاس

میں ان کا واپس آنا یا نہ آنا، یہ ان کی صوابدید پر ہوتا ہے۔ تیسرا طریقہ boycott of the Session ہوتا ہے، وہ اس سے زیادہ سنگین ہے۔ اس کے متعلق بھی انہیں حزب اقتدار کی طرف سے approach کیا جاتا ہے۔لیکن جناب والا! مجھے اب یہ معلوم ہوا ہے اور اس کا علم مجھے پہلے نہیں تھا کہ جب کل یہ واقعہ رونما ہوا اور حزب اختلاف ایوان سے باہر چلی گئی تو وہاں کی galleries کے speakers بند تھے۔ مجھے تو کم از کم احساس تھا کہ جب legislation شروع ہو جائے گی، جب clauses پیش ہوں گی تو Opposition فوراً واپس آ جائے گی۔ لیکن مجھے معلوم ہوا ہے اور یہ مجھے کھوسہ صاحب نے بتایا ہے کہ باہر کے speakers بند تھے۔ میں جناب والا! آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک galleries کے speakers بند ہونے کا تعلق ہے، وہ کبھی بند نہیں ہونے چاہئیں۔ یہاں جو proceedings ہو رہی ہیں، وہ وہاں سنی جانی چاہئیں تاکہ ممبران proceedings کو سن کر اپنا لائحہ عمل تیار کر سکیں۔ ایک تو آئندہ کے لئے یہ احتیاط ملحوظ رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں legislation کا معاملہ ہو، جہاں آپ نے amendments دی ہوئی ہوں، آپ سے مراد میری حزب اختلاف ہے، حزب اختلاف کی جہاں amendments موجود ہوں، جہاں حزب اختلاف نے Second Reading اور Third Reading میں حصہ لینا ہو اور debate باقی ہو تو پھر انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ خواہ اِدھر سے غفلت ہو، خواہ اُدھر سے کوتاہی ہو۔ عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ legislation کے لئے اپوزیشن کسی کا انتظار نہیں کرتی کہ کوئی آئے اور ہم اندر جائیں، اس میں آپ کا بھی اتنا ہی فرض ہے، ہمارا بھی اتنا فرض ہے کہ ہم اس پر سیرحاصل بحث کریں۔ اس پر آپ تشریف لے آتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید وہ اس confusion میں تھے یا جو آپ کی گفتگو ہو رہی تھی اور اس وقت جذبات بڑے high degree پر تھے تو اس وقت شاید یہ ہوا ہے۔ اگر یہ سپیکر کھلے ہوتے تو شاید حزب اختلاف بھی آ جاتی۔ آخر میں جناب میں یہی صرف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افہام وتفہیم کی فضا قائم رہنی چاہیے اور میں حزب اختلاف کا مشکور ہوں کہ اس کے باوجود جو کچھ بھی ہوا اس کو فراموش کرتے ہوئے آپ ہمارے ساتھ موجود ہیں اور اس ایوان کی کارروائی کو آپ کی راہنمائی میں افہام وتفہیم سے چلایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں اس ہاؤس کا یہی interest ہو گا اور یہی interest ہو گا ہماری کارروائی کا، اس سے

ہماری کارروائی بہتر چل سکے گی۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Notice should be taken that the speakers first always be on in the lobbies. We take notice

کہ یہ speakers کیوں بند تھے اور آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ last speaker رزینہ عالم صاحبہ' ذرا مختصر رکھیئے گا۔

محترمہ رزینہ عالم خان: جناب چیئرمین صاحب میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں معزز رکن ڈاکٹر فردوس کی تقریر کے جواب میں نہایت اختصار سے صرف دو جملے کہنا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے تو ان کا یہ اعتراض تھا کہ Chief of Defence Forces اور Chairman Joint Chiefs of Staff Committee کی وہاں پر موجودگی کو بعض ارکان نے کسی شیر کے ہونے سے تشبیہ دی اور بہت خطرناک سوچا۔ میں آپ کی اور اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ Services Chiefs اور چیئرمین اپنی اپنی field کے experts ہوتے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ نیشنل سیکورٹی کونسل کن مقاصد کے حصول پر مشاورت کرے گی۔ جس میں defence بھی ہے' جس میں Security of the State ہے ' جس میں sovereignty بھی ہے اور جس میں crisis management ہے۔ جناب والا! crisis management کے لئے اگر وہاں پر Chiefs of Defence Forces موجود ہیں تو ان سے نہیں پوچھا جائے یا ان سے مشورہ نہیں لیا جائے گا تو پھر کس سے مشورہ لیا جائے گا؟ میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وہاں جو Chiefs ہوں گے اور چیئرمین ہو گا ان کا 30' 35 سال کا تجربہ اپنی اپنی field میں ہو گا اور اس مناسبت سے جو crisis management ہے یا defence سے متعلق معاملات میں مشاورت کرنی ہے وہ ان کے سوا کوئی اور بہتر طریقے سے نہیں کر سکے گا۔

دوسرا مجھے یہ بھی عرض کرنا تھا کہ بہت سے مقررین نے کہا کہ یہ نیشنل سیکورٹی کونسل آئین سے متصادم ہے۔ جناب میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ آئین کے Article 243 and 245 کو اگر پڑھا جائے تو اس میں یہ لکھا ہے کہ جب انہیں مشاروت کے لئے civil کاموں

میں involve کیا جائے گا تو وہ کریں گے اور چونکہ جو President ہے وہ Armed Forces کا Supreme Commander ہوتا ہے، اگر وہ نیشنل سیکورٹی کونسل میں ان کو بلاتے ہیں اور ان سے مشاورت کرتے ہیں تو ان کی politics involvement میں نہیں ہوتی بلکہ یہ آئین کے مطابق ہے۔ بس مجھے یہی عرض کرنا تھا، شکریہ۔

Mr. Chairman: Now, I read out the prorogation order.

"In exercise of the powers conferred by Article 54(1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate Session summoned on 9th April, 2004 on the conclusion of its business on Friday 16th April 2004" Singned by General Pervaiz Musharraf, President of Pakistan.

Sd/-

General Pervaiz Musharraf

President of Pakistan

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین۔

....

[The Housee was then prorogued sine die]

....